سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر

الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت کو نہ بدلے۔

Digitized by Khilafat Library

بیا در بزم مستان تا ببینی عالمی دیگر

بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

شرح قیمت جو پیشگی لی جائیگی ـ عوام سے صہ خواص سے للعہ ہندوستان سے باہر ... غیر مستطیع احباب سے (عہ)

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے۔

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیان بینی! | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی!

جلد (۱۹) | مؤرخہ - ۲۱ / ۲۸ - فروری سنہ ۱۹۱۵ء | نمبر ۷ / ۸

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔ اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے!

اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں با محاورہ ترجمہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے۔ یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے درس سے لئے ہوئے نوٹ اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغفور کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپنے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں نور اور ھدٰی آیت اور شفا ہے ہدیہ فی پارہ صرف روپیہ (عہ) پارہ ۲۴ سے ۳۰ تک اور پندرہ و سولہ پارہ شایع ہو چکے ہیں سترواں پارہ پریس میں جا چکا فروری کے اخیر تک اسکے شایع ہونیکی توقع ہے حسب معمول وہ خریداران الحکم کے نام وی پی ارسال ہوگا۔ قرآن کریم کے عاشق زار اس کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی سنہ ۱۹۱۵ء کی بلا قیمت

BOOK
BOOK
جنتری

نہایت خوبصورت بنی ہے جسکا عمدہ کاغذ خوشخط اور سندر لکھائی ہے اور چھپی بہی صاف ہے یہ جنتری بلا قیمت و محصول بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر متفرق جگہ کے دس شریف اور لکھے پڑھے اشخاص کا نام اور پورا پتہ لکھ بھیجنے سے واپسی ڈاک سے جنتری ایک ہفتہ میں پہنچیگی۔

ڈاکٹر ایس کے برمن تارا چند دت نمبر ۵ و ۱۶۶ اسٹریٹ کلکتہ

سندرجہ ذیل میں سے جو مناسب سمجھیں صرف ایک کارڈ لکھکر

مفت

منگوا کر واقفیت حاصل کریں آپ اس کو دیکھکر خوش ہونگے

رسالہ امرت جسکے اندر دنیا میں نئی ایجاد. تقریباً کل امراض کا ایک ہی علاج مشہور مقبول عام دوائی

امرت دھارا رجسٹرڈ

جو سرکاری رجسٹری ہو چکی ہے کا مفصل بیان ہے ایک دیکھنے کے قابل کسطرح ایک ہی دوائی اتنے فائدے کر سکتی ہے دیکھو کیونکہ امرت دہارا کا نسخہ سوائے پنڈت جی اور کوئی نہیں جانتا

رسالہ امراض مخصوصہ مخزن مردان مردوں کی خفیہ امراض کے اسباب اور علاج آجکل کیحالت کا مکمل فوٹو ہے جنسے سچ تعلق رکہتا ہے۔ گمشدہ طاقت کے مایوس مریض اس کو پڑھ کر کہا کرتے ہیں کاش کہ ہم اس کو اول دیکھتے یہ چالیس صفحہ کا رسالہ بہی مفت ہے

فہرست ادویات دیش اپکارک امرت دہارا اوشدہالیہ یہ فہرست ادویات کے نام اور ان کے صرف ضروری اوصاف بتلاتی ہے اسکے اندر طبی کتب مصنفہ شرما جی کوئی نمونہ بیند مت ہماگردت سوجہ امرت دہارا و ایڈیٹر اردو ہندی دیش اپکارک کی فہرست بہی موجود ہے

طبی اخبار دیش اپکارک اردو میں ہفتہ وار اور ہندی میں پندرہ روزہ ہے ہندوستان بہر میں کوئی ہفتہ وار طبی اخبار ہوائے اسکے نہیں ہے جسکو ذرا بہی حکمت کا خیال ہے وہ دیکھتے ہی اسکے خریدار بنجاتے ہیں نمونہ مفت ملتا ہے قیمت سالانہ (للعہ) ششماہی ۱۲/ سہ ماہی ۱۲/ ہندی کی سالانہ قیمت عہ

نوٹ ایجنٹ بننے میں بڑا فائدہ ہے ہمارے لائق ایجنٹ بہت کماتے ہیں قواعد آسان ہیں۔

(خط وکتابت دفتر کا پتہ **امرت دہارا لاہور**

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی پہلی تقریر

(جو سالانہ جلسہ ۱۹۱۳ء پر آپ نے کی)

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی تقریریں حسب معمول میں نے صاف کر کے بغرض اصلاح آپ کی خدمت میں پیش کر دی تھیں لیکن جب یہ تقریریں مجھے واپس ملیں تو پہلی تقریر کا صرف آخری حصہ ملا۔ اور ابتدائی حصہ آپ کے کاغذات میں کہیں ملگیا یا کسی بچے کے ہاتھ آگیا اور وہ جاتا رہا۔ اس تقریر میں حضور نے تفرقہ کے اسباب پر بھی کچھ بحث فرمائی تھی۔ اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ جسقدر حصہ بھی مجھے ملگیا ہے میں اُسے شایع کر دوں یہ حصہ کسی قدر **اپیل** کے متعلق ہے اور سب سے پہلا جسکے لئے آپ نے اپیل کیا وہ آپکا **خادم الحکم** ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے **چھ ہزار روپیہ کا اپیل قوم سے** کیا ہے۔ ایک حق پرست اور محسن کی قدر کرنیوالی **قوم اگر اس اپیل کو ناتمام رہنے دیگی تو وہ** یاد رکھے کہ قیامت کو حضرت خلیفۃ المسیح کے سامنے بھی اسے ہونا ہے حضرت نے فرمایا تھا۔ کہ **سبکدوش کرنیکی فکر کرو**۔ یہ کام کسی شخص واحد کا نہیں بلکہ انجمنوں میں اس **سوال** کو پیش کر کے فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کیا ان کی زندگی میں یہ اپیل بلا جواب رہ سکتا تھا۔ میں دیکھوں گا کہ سب سے اول اس اپیل کیلئے کہاں سے صدائے لبیک بلند ہوتی ہے (ایڈیٹر)

فرمایا:۔ مذہب کا تو جب بھی تفرقہ بڑھتا ہے آسودگی کا خیال بڑھ جاتا ہے تو پھر حاجتیں بڑھتی ہیں ان کے پورا کرنے کے لئے بعض اوقات خود غرضیاں بڑھ جاتی ہیں عجز و کسل بڑھ جاتا ہے۔ اسباب میسر نہ کرنے کو عجز کہتے ہیں اور اسباب مہیا شدہ سے کام نہ لینے کو کسل کہتے ہیں۔ بعض دوست ایسے ہیں کہ وہ ان دونوں بیماریوں میں گرفتار ہیں نہ تو اسباب مہیا کرسکتے ہیں اور نہ مہیا شدہ سے کام لیتے ہیں۔ اٹکل بازیاں بھی مفید نہیں ہوتیں ہیں میری جب نئی نئی دوسری شادی ہوئی۔ تو ایک دن میں نے دیکھا کہ میری بیوی نقشہ سا بنا رہی ہے۔ میں نے پوچھا کیا کر رہی ہو؟ تو کہا ضبط اوقات کا نقشہ بنا رہی ہوں۔ میں نے کہا کہ اس میں مجھے بھی شامل کرو انہوں نے کہا تمہارا اس میں کیا تعلق ہے۔ میں تو خاموش ہو رہا۔ انہوں نے نقشہ بنا لیا۔ میں نے ظہر کے بعد انہیں بلا لیا۔ اب دوسرے دن دیکھتا ہوں کہ وہ پھر بنا رہی ہیں۔ میں نے پھر دریافت کیا تو وہی جواب ملا۔ اب پھر میں نے کہا کہ ہماری شمولیت بھی کرو۔ انہوں نے کہا کہ کل کا انضباط تو درست نہ رہا اب ظہر کے بعد کا وقت آپکے لئے رکھ لیا ہے درست ہو گیا ہے اتفاق ایسا ہوا۔ دوسرے دن ایک دوست آگیا۔ اسکی خاطر مدارات میں انتظام کرنے میں وہ نقشہ پھر بدل گیا۔ تیسرے دن پھر بدلنے لگی۔ میں نے کہا اب بھی ہمیں شریک کرو تو کہا کہ ہر روز آپ کے دوست تھوڑا آتے ہیں کبھی کوئی آگیا۔ اب یہ درست ہو جاویگا۔ مگر وہ ہر روز اسے بناتی اور ہر روز غلط ہو جاتا۔ آخر میں نے کہا اب بس کرو یہ نقشہ درست نہیں ہوگا جب تک مجھے شریک نہ کرو گی۔ جب اولاد ہو جاویگی تو اور مشکلات بڑھ جائینگی اور ابھی تو ایک بڑی بھاری منزل باقی ہے اس وقت تک میں نے ان کو اپنی پہلی بیوی سے نہیں ملایا تھا۔ پوچھا وہ کیا ہیں کہا ابھی ایک اور پہاڑ ہے میری پہلی بیوی ہے انہوں نے کہا پھر مجھے کیا تعلق؟ میں نے کہا یہ بھی بتلاینگے؟ غرض اٹکل بازیوں سے کام نہیں چلتا۔

غرض میں نے سنایا کہ اختلاف تو ہے اور رہیگا اور یہ اختلاف منشاء الٰہی کے ماتحت بہت سے مصالح پر مبنی ہے باوجود اس اختلاف کے دنیا میں اتحاد بھی ہے اس واسطے تم بھی اتحاد کرو۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء۔ افعال۔ اور عبادت میں متحد ہو جاؤ۔ ملائکہ کو ماننے اور ان کی پاک تحریکوں پر عمل کرنے میں وحدت اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے ماننے میں جنگ و رسل کے مسئلہ کے ماننے میں وحدت اختیار کرو۔ پھر میں نے تمہیں وہ نکتے بتائے ہیں جنسے قرآن کریم سمجھ میں آتا ہے اور وہ اسباب بتلائے ہیں جنسے تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔ ان اسباب کا نمونہ پیغام صلح کی کہلی چٹھی ہے۔ اس گند کے دور کرنے کے واسطے ہمارے دوستوں کو بڑا خون جگر کھانا پڑا۔ اور قربانیاں کرنی پڑیں اگر پہلے ہی اس خبیث کا ہاتھ پکڑا جاتا تو اس قدر تکلیف کیوں ہوتی؟

ایک نکتہ اور بتاتا ہوں اور وہ بھی مجھے قرآن کریم ہی سے ملا ہے۔ میں نے قرآن کریم بہت پڑھا ہے اور اب تو میری غذا ہے اگر اللہ پھر میں خود نہ پڑھوں اور نہ پڑھاؤں اور میرا بیٹا میرے سامنے آکر نہ پڑھے تو میں اسکا وجود ہی نہیں سمجھتا۔ سونے سے پہلے وہ آدھ سیپارہ مجھے سنا دیتا ہے۔ غرض میں قرآن کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ میری غذا ہے۔ اسلئے اس نکتہ کو غور سے سنو!

جہاں کوئی بڑی عمارت بنتی ہے جیسے یہی ہے (مدرسہ کیطرف اشارہ کر کے کہا) یہ کوئی بڑی عمارت نہیں میں نے تو ایک شخص کا اتنا بڑا گھر دیکھا ہے جسمیں ساری قادیان آجاوے۔ سماتنا جو در کا اتنا بڑا گھر تھا۔ میں نے تو گھوڑے پر سوار ہو کر کوشش کی کہ اس کو ختم کروں مگر نہ کرسکا۔ ایک شاعر اس رئیس کے پاس گیا اور اس سے سوال کیا میں اس شاعر کو جانتا ہوں وہ میرے پاس بھی آیا کرتا تھا۔ رئیس اس وقت خالی ہاتھ تھا اس نے اس سے کہا کہ تم ہر وقت سوال کرتے رہتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ گلستان والا سکھا گیا ہے اس نے مصیبت میں ڈالدیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔

رزق ہر چند بیگماں برسد۔ شرط عقل است جستن از درہا

اس پر اس رئیس نے اپنے آدمیوں کو کہا کہ خواہ قرض لیکر دو کسی طرح دو۔ اسکو دو۔ چنانچہ اسے دیا گیا۔ پس میں اس وقت اللہ کی رضا کے لئے اور تمہیں نیکی سکھانے کے واسطے چند تحریکیں کرتا ہوں میرا ارادہ ہے کہ اس تقریر کو پورا کروں اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور میں زندہ رہا۔ اور پھر صحت و طاقت ملی اور قوت قایم رہی تو کل پورا کرونگا۔ بیچ میں کچھ ضرورتیں ہیں وہ پیش کرتا ہوں۔

ایک ہمارے دوست ہیں۔ حضرت صاحب کے **اوّل** زمانہ سے دوست ہیں **جماعت کے اول اتحادیوں میں ہیں اور سلسلہ کی انہوں نے بڑی خدمت کی ہے۔ وہ صاحب الحکم ہیں۔ وہ اپنی غلطیوں سے** (وہ سمجھتے نہیں اور نہ مانیں گے) ابتلاء میں ہیں۔ میں نے جب ان کیلئے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے ہیں اور بڑی تڑپ سے ان کیلئے دعا کی ہے تو مجھ پر ظاہر ہوا کہ ابتلاء ہے **بہر حال الحکم زیر بار ہے** اور انسان کو جو تکلیف پہنچتی ہے اپنے ہی اعمال کیسے تکلیف ہوتی ہے اس **زیر باری کے دور** کرنے کے واسطے **چھ ہزار کی اپیل کرتا ہوں** نور دین کے پاس ہے یا نہیں وہ بھی ان کو سبکدوش کرنے میں قوم کیساتھ شریک ہوگا۔ تم بتاؤ کیا تجویز ہے اس کے پاس کتابوں کے ڈھیر ہیں مگر کتابوں کے متعلق میرا تجربہ ہے میرے پاس تو لاکھوں کی ہیں اگر ضرورت کے وقت ایک لاکھ یا پانچ کی بھی بیچنا چاہیں تو نہیں بکتیں۔ میں اس دوست کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ جس قیمت پر بک سکتی ہیں بیچدیں اور تم لوگ خرید لو **اور فکر کرو کہ اس کو سبکدوش کر دیا جائے** وہ استغفار بہت کریں تاکہ تلافی ہو۔ تمہیں نصیحت کرتا ہوں **کہ تم اس کو سبکدوش کرنے کی فکر بھی کرو**۔ اور خود بھی اس کے لئے دعا اور استغفار کرو۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے میں نے دنیا میں دیکھا ہے اور خود تجربہ کیا ہے کہ دعاؤں سے بڑے بڑے انقلاب ہو جاتے ہیں یہ تو کیا چیز ہے۔ میں جموں سے جب آیا تو دو لاکھ کا زیر بار تھا۔ ایک لاکھ پچانوے ہزار ایک کا تھا

اور پانچ ہزار ایک دوسرے کا تھا مگر اللہ تعالےٰ نے یونہی ادا کر دیا۔ تو تم لوگ ان کے لئے دعا۔ اور استغفار کرو۔

میں نے ایک کتاب ایک دفعہ عت کو دی مجھے ضرورت تھی میں نے مولوی غلام نبی کو کہا عت پر بھیجدو۔ اور ایک دفعہ للہ عت کو ایک قیمتی پشمینہ کی چادر بھیجدی۔ اور اسے غنیمت سمجھا۔ پس ہمارے وہ دوست استغفار کریں اور دوسرے دوست بھی ان کیلئے استغفار کریں اور دعا کریں اور میں نے جو چھ ہزار کی اپیل کی ہے اس کے پورا کرنیکی فکر کرو۔

دوم بدر کے متعلق بھی ایک مشکل پیش آئی ہے اور یہ مشکلات نئی نہیں ہر بڑے کام کیلئے مشکل ہوتی ہے چند روز کے لئے تمہیں بدر سے صبر کرنا پڑیگا۔ لیکن خدا تعالیٰ اپنے فضل سے سب مشکلات دور کر دیگا۔ گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ کے پاس درخواست بھیجنی چاہیئے۔

سوم الحق پر بھی مشکلات ہیں۔ وہ جوان ہیں۔ شاعر ہیں۔ ہاشمی خون ان میں ہے مگر وہ میری بات مان لیں۔ کسی خاص شخص کو نشانہ بنائیں۔ ماموروں کو اپنے اوپر قیاس نہ کریں۔ اور اپنے لٹریچر کو بدل لیں۔ وہ کہتے ہیں عت ماہوار کا نقصان ہے یہ بڑی بات نہیں۔ اس کو پورا کردو اور اس کے خریدار بڑھاؤ۔

چہارم ایک اور کام ہے۔ ہے تو بہت ضروری مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ تم نے اسے اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ لاہور بستی میں ایک انجمن ترقی تعلیم ہے وہ ہمارے احمدی بچوں کو بھی عت ماہوار تعلیم کیلئے وظائف دیتی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ڈاکٹر عباد اللہ کو بھی مدد دی ہے اس میں چندہ دینا قبیح نہیں ہے

پنجم ایک اور مشکل ہے میرے پاس بعض سائل آتے ہیں اور کہتے ہیں تو سرکار ہے بادشاہ ہے میں کہتا ہوں غریب آدمی ہوں مگر وہ کب مانتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بیت المال سے دو دو سو اونٹ بخش دیتے تھے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ چوں کرے اور کہدے کہ ایک پیسہ نہ دینگے۔ یہاں ایک مکان کے متعلق کسی نے مجھ سے رعایت چاہی تو کسی نے کہدیا کہ تو اپنے فرض کو نہیں سمجھتا۔ میں نے کہا کہ میں تو اپنے گھر کی کھاتا ہوں۔ میرے گھر میں لکڑی۔ آٹا۔ بھوسہ۔ سب میرا اپنا ہوتا ہے اور میرا مولےٰ مجھے خوب دیتا ہے۔ بہرحال ایسے سایل آتے ہیں اور مجھے جواب دینے کی عادت نہیں۔ میرا جی چاہتا ہے۔ کہ حاجتمندوں کو مدد دوں۔

ششم یہاں کے لڑکے سمجھتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین ہونے کے ساتھ امیر بھی ہوں۔ وہ میرے پاس کاپی اور کپڑوں کے واسطے درخواستیں دیتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی کہدیتے ہیں کہ ابھی ضرورت ہے۔ آپ لکھ دیں کہ دیدیا جاوے۔ پھر ان کے بڑے بڑے بل آتے ہیں۔ ہمارے دوست اپنے بچوں کے اپنے پرانے کپڑے جوتے وغیرہ یہاں بھیجدیا کریں تاکہ ایسے بچوں کے کام آسکیں

ہفتم لنگرخانہ ساڑھے چار ہزار کا مقروض ہے۔ ایک دوست نے لنگرخانہ کے متعلق خط لکھا کہ قادیان میں جو **لنگر سے کھاتے ہیں بڑے حرام خور ہیں** میں نے کہا کاش وہ یہاں رہتا تو اسے معلوم ہو جاتا۔ تب تمہارے دلمیں جو جرت ہوگی کہ کیا دال ساڑھے چار ہزار کھا گئی۔ اس کے ساتھ ہی میں خوش خبری سناتا ہوں کہ ہمارا ایک دوست پرانا مخلص حامد شاہ سیالکوٹ کا رہنے والا ہے وہ اس قرض کے ادا کر دینے کا اقرار کرتا ہے کہ سیالکوٹ والے ادا کر دینگے۔

ہشتم یہ عمارت ہے جسکی کمر ٹوٹ گئی ہے اس کو ساڑھے سات ہزار میں نے دیا تھا اور کچھ شیخ رحمت اللہ اور لاہوری حضرات نے اور ایک ہزار ایک اور مخلص دوست کو کہدیا اس نے دیدیا۔ مگر اس کو دیدیا گیا ہے اور میرا اب بھی ۳ سو ہے۔ غرض یہ عمارت ۸ ہزار پچھلا مانگتی ہے اور اسکی کمر کے لئے مومیائی کی ضرورت ہے دو انجنیں بول پڑیں تو یہ رقم پوری ہو جاوے۔

نہم مقبرہ بہشتی اڑھائی ہزار کا مقروض ہے (حکیم محمد حسین مفرح عنبریں کے موجد کہتے ہیں کہ یہ لاہور کی جماعت ادا کر دیگی) اشاعت میں ایک ہزار اور سب سے مقدم ایک مدرسہ ہے جو احمدیہ کے نام پر قایم کیا گیا ہے اور وہ بارہ سو کا مقروض ہے (اشاعت کیلئے قادیان والوں نے کہدیا ہے کہ ہم دیدینگے اور مدرسہ احمدیہ کے لئے فیروز پور نے۔

اسکے بعد کچھ چندہ ہونے لگا۔ (ایڈیٹر)

آخری نصیحت خدا کے فضل سے بہت سا حصہ تو اس قرض کا پورا ہو گیا اور باقی بھی تم خدا کے فضل اور توفیق سے پورا کر دو گے اب میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ بدظنی چھوڑ دو۔ سارے قرآن میں ابوجہل کا نام نہیں حالانکہ وہ بڑا دشمن تھا۔ یہ نام نہ اس سے خود نہ اس کے ماں باپ نے رکھا اللہ پاک نے پسند نہ کیا کہ یہ نام قرآن قرآن میں ہوتا۔

اَبُو لَهَب ایک لفظ قرآن میں آیا ہے لوگوں نے ایک شخص کو گویا بنالیا مگر مجھے تو پتہ نہیں لگتا کہ یہ کس کا نام ہے حَمَّالَةَ الحَطَب بھی کسی کا نام نہیں۔

میاں صاحب نے ایک خط کا ذکر کیا ہے یہ سچ بات ہے کہ وہ خط میں نے ہی ان کو دیا ہے وہ بڑا ہوگا تو اپنے گھر کا ہوگا اب لوگ ٹوہ لگاتے ہیں کہ وہ کون ہے۔ ایسی باتوں کو چھوڑ دو وہ صدر انجمن کا ممبر نہیں ہے۔ بدظنی سے بچ جاؤ۔ اور اس بُرے آدمی کی کھوج نہ لگاؤ۔ میاں صاحب نے اس کا نام نہیں لیا اور میں ان کو قسم دیتا ہوں کہ وہ نام نہ لیں۔ ممکن ہے یہ اسکو خط لکھیں تو سید ها ہو جاوے اور اگر تم میں سے کوئی کچھ کہے تو شاید اسکی حالت ہو جاوے **مُنہ توں لگتی لوئی تو کیا کرے گا کوئی۔**

بدظنی کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑا سخت لفظ بولا ہے **اِيَّاكَ وَالظَّنَّ اِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ** مجھے میرے مولا نے خوب سمجھایا ہے اور واقعات سے اس حقیقت کو کھولدیا ہے۔ ایک کتاب مجھے بہت پسند تھی اسے بہت پڑھتا۔ اس کو میں نے الماری پر رکھدیا پھر جو دیکھا تو وہاں نہیں۔ برسوں تلاش کی۔ مجھے بدظنی ہوئی کہ کوئی چرا لے گیا جب جموں سے چلنے لگا اور اس الماری کو اکھاڑا تو پیچھے سے ملگئی اس واقعہ سے اللہ تعالےٰ نے مجھے بتلایا کہ تم تو بدظنی کرتے تھے کہ کسی نے چرالی۔ ایسا ہی ایک ٹوپی کے متعلق خیال گذرا مگر وہ ٹوپی ایک نیک بی بی نے میرے بستر کی ایک تہ کے نیچے رکھدی تھی۔ غرض بدظنی نہ کرو اس سے بہت خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

دوم تفرقہ نہ کرو۔ **سوم** کسی امر کو جو خوف یا امن کا ہو امام کے پاس پہنچاؤ۔ تم خود اس کو جماعت میں نہ پھیلاؤ۔ اللہ تعالےٰ تمہیں توفیق دے۔ (آمین)

حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کی قدر کرنیوالو!

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری پنجابی نظم میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ارشاد و پسندیدگی سے خاکسار نے لکھی اور چھپوائی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اس کتاب کی اشاعت کیلئے تحریک فرمائی اور حضرت خلیفہ ثانی نے ۱۹۱۵ء کے سالانہ جلسہ پر اس کتاب کی خریداری کی تحریک کی اگر ان ہادیان قوم کی سفارش نہ بھی ہوتی تو بھی سوئی تو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور محب اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیتے لیکن خود حضرت خلیفۃ المسیح اول اور ثانی نے بھی سفارش فرمائی ہے تو احمدی قوم کے

ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ کم از کم ایک جلد خرید لیں۔ قیمت میں بھی رعایت کیگئی ہے ۸ آنہ کی بجائے ۴ فی جلد ذیل کے پتہ سے ملیگی محصولڈاک علاوہ (منشی جھنڈے خاں معلم احمدی بستی ہالی گورداسپور)

جزیرہ مارشیس کو احمدی واعظ کی روانگی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا وہ وقت اب آگیا ہے کہ دنیا کے ناواقف اور نا آشنا گوشوں تک خدا کے برگزیدہ نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منادی پہونچ جاوے تا وہ جو غفلت اور جہالت کی قبروں میں دبے پڑے ہیں اٹھ کھڑے ہوں اور وہ جو مذہب اور ایمان کی حیثیت سے عظم رمیم ہو چکے ہیں پھر زندہ ہوں۔

خلافت ثانی کے برکات اور فیوض میں سے پہلی بات تو خود سلسلہ کا قیام ہے۔ منکرین خلافت نے تفرقہ پیدا کر کے چاہا تھا کہ قوم کے قدم اکھاڑ دیں۔ اور انکی مس سی صورتیں قریب تھا کہ بہتوں کے قدم ڈگمگا دیتیں۔ مگر حضرت اولوالعزم کے عقد ہمت اور توجہ نے ایک نئی روح پیدا کر دی اور گرتی ہوئی قوم کو سنبھال لیا۔ یہ خدا کا کلمہ بہتوں کے لئے عالم کباب کا موجب ہو گیا۔ لیکن خدا کے پیاروں کی جماعت میں وہ شادی و شادمانی کا موجب ٹھہرا۔ خدا سے دور رو میں اب تک اسکے استقلال اور عزم اور کامیابی کو دیکھ کر انکی اندر کباب ہو رہی ہیں۔ حضرت صاحبزادہ کو شروع سے ہی اللہ تعالیٰ نے تبلیغ سلسلہ کا ایک خاص جوش عطا فرمایا ہے۔ انجمن تشحیذ الاذہان کا وجود اسی غرض سے ہوا اور پھر انصار اللہ کی جماعت کے ذریعہ بھی یہی مقصد آپ پورا کرنا چاہتے تھے۔ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دین اسلام کے متعلق اسقدر غیرت دیگئی ہے اور مشنری حملوں کے خلاف اس قدر جوش دیگیا ہے کہ اگر وہ ترازو کے ایک پلڑے میں ہو۔ اور ساری دنیا کا ایک دوسری طرف تو میرا جوش حمیت بڑھ جائیگا۔ ٹھیک اسی طرح حضرت صاحبزادہ صاحب کو سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ کیلئے اتنا جوش دیگیا ہے کہ اگر ساری جماعت کا جوش ایک طرف ہو تو اس کا دوسری طرف گرانبار ہوگا۔

جسقدر واعظین اسوقت ہندوستان میں تبلیغ سلسلہ کر رہے ہیں کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ خدمات کی ڈینگ مار نے والے منکرین خلافت کو اسکی توفیق ملی تھی۔ انکی تنگ و دو اور کوشش کا دائرہ اینٹوں اور پتھروں پر کھینچا گیا تھا۔ مگر حضرت فضل عمرؓ کی توجہ کا مرکز

انسانی قلوب ہیں

وہ اس مرکز پر احمدیت کا ایک وسیع دائرہ کھینچ دینا چاہتا ہے اسکی غایت مقصود یہی ہے کہ دنیا کا ایک ایک انسان

احمدیت کا نام لیوا ہو

خلافت پر ابھی پورا سال نہیں گذرا۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ انگریزی اور اردو قرآن مجید کا ترجمہ شروع ہو گیا ہے اور مختلف اطراف ہند میں واعظ پھیلا دیئے گئے ہیں متعدد مقامات پر تعلیمی مقاصد کیلئے مدرسے کھول دیئے گئے ہیں۔ اور دارالامان میں مبلغین کی ایک جماعت طیار کرنیکے لئے ایک دارالعلوم کا اجراء ہو چکا ہے۔ میں تو یقین رکھتا ہوں کہ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خواہش ظاہر کی تھی کہ کم از کم ایک سو واعظ ہوں یہ سب سے پہلے اس تعداد کو پورا کرے گا۔ دیکھنے والے دیکھینگے۔

بہرحال اسی جوش و ہمت نے جب یہ دیکھا کہ انگلستان میں خواجہ کمال الدین صاحب (باوجودیکہ احمدی جماعت سے انہوں نے ہزاروں روپیہ اس غرض سے لیا کہ وہ وہاں سلسلہ کی اشاعت کرتے ہیں اور اپنے خطوط میں ایسے انداز سے اطلاع دیتے رہے ہیں کہ یہ حق پسند جماعت سمجھتی رہے کہ احمدیت کی اشاعت ہوتی ہے) احمدیت کی تبلیغ کو سم قاتل سمجھتے ہیں تو چودھری فتح محمد خالصاحب کو تبلیغ احمدیت کیلئے الگ کر دیا۔ اور اب خدا کے فضل سے اسی لنڈن میں احمدیت کی تبلیغ ہو رہی ہے اور خدا تعالےٰ نے بعض قلوب کو سلسلہ میں داخل کر کے سم قاتل کہنے والوں کو عملی طور پر رسوا کر دیا ہے۔

بیروت اور مصر میں بھی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے ہمارا کام تو پیغام احمدیت کو پہونچا دینا ہے باقی اسے بار ور کرنا یہ اللہ تعالےٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اسی سلسلہ میں حضرت خلیفہ ثانی نے ایک مبشر اور واعظ جزیرہ مارشیس کو روانہ فرمایا ہے۔ جو ۲۰ فروری کو بعد دوپہر حضرت خلیفۃ المسیح اور جماعت کی دعاؤں کیساتھ روانہ ہو گیا۔

بسفر رفتنت مبارکباد + بسلامت روی و باز آئی

یہ واعظ جو مارشیس کو روانہ ہوتا ہے مولوی غلام محمد صاحب بی۔ اے ہے۔ قادیان ہی میں اس نے اپنی ابتدائی تعلیم شروع کی اور حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ اور دوسرے بزرگان ملت کی صحبت میں اس نے اپنا بچپن اور جوانی گذارا ہے چونکہ سلسلہ ہی میں اسکی تربیت اور تعلیم ہوئی ہے وہ خدا کے فضل سے سلسلہ کی عظمت اور اہمیت سے واقف ہے علوم دینیہ کی اس نے حضرت خلیفہ اول سے باقاعدہ تحصیل کی اس طرح حضرت خلیفہ ثانی نے مارشیس کو مبلغ بھیجتے ہوئے جس شخص کو تجویز کیا ہے وہ اس حیثیت سے تجویز نہیں کیا کہ وہ زبان کی چالاکیوں اور زمانہ سازیوں میں کمال رکھتا ہو۔ خواہ علوم دینیہ سے محض کورا اور بے بہرہ ہو۔ اور حضرت مسیح موعود کی صحبت کا اسے کوئی معتد بہ حصہ نہ ملا ہو۔ نہ وہ ایسا لاف زن ہے کہ اسے اپنی حسن لیاقت پر ناز ہو بحالیکہ وہ کچھ بھی نہ ہوں۔ بلکہ آپ کی نظر انتخاب اس شخص پر پڑی ہے جو اپنی سلجھی ہوئی طبیعت اور متانت کے ساتھ اپنے اخلاق کا عمدہ نمونہ ہے اور دینی علوم سے واقف و آگاہ ہے مزاج کا غریب اور فروتن ہے جو اپنے آپ کو اس خدمت کیلئے منتخب کئے جانے پر سجدات شکر بجا لا رہا ہے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ اس مقصد میں کامیاب ہوگا۔ نیکی اور بھلائی کے فرشتے اسکی تائید کرینگے وہ سمندروں اور بیابانوں میں خدا کے نبی کے نام کا غلغلہ بلند کرتا ہوا رہیگا۔

قادیان کے رہنے والوں نے اپنے اس عزیز اور معزز بھائی کو بڑی محبت اور عزت کیساتھ اس جلیل الشان خدمت پر رخصت کیا ہے مدرسہ تعلیم الاسلام کیطرف سے ایک خصوصی ایڈریس اپنے ہونہار فرزند اور مدرس کو دیا گیا۔ ۱۸ فروری ۱۹۱۵ء کو مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے جنکی زندگیوں کی غرض و غایت بھی یہی ہے اپنے ہیڈ ماسٹر کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کرنیکے لئے ایک خاص میٹنگ کی۔ اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کے بیٹے محمود احمد نے سکرٹری آف سکول کی حیثیت سے اپنے معزز بزرگ کو سکول کیطرف سے ایڈریس دیا اور مولوی فاضل میر محمد اسحاق صاحب نے ایک قیمتی تقریر فرمائی جو الحکم میں شایع ہو جائیگی

پھر ۱۹ فروری ۱۹۱۵ء کو مبلغین کی جماعت نے اپنے دارالمقامہ میں بعد نماز جمعہ ایک ایڈریس دیا جو میرے معزز بھائی مولوی مہر محمد خان صاحب نے نہایت ہی دلربا لہجہ میں پڑھا

اور بعض دوسرے احباب نے مختصر نظمیں اور تقریریں سنائیں جلسہ کا آغاز و انجام قرآن مجید کی تلاوت اور دعاؤں پر ہوا حاضرین کی چاء سے تواضع کی گئی۔

میری غرض ان واقعات کے اظہار سے صرف اس جوش مسرت کا اظہار ہے جو قادیان میں اپنے اس بھائی کی روانگی کیساتھ پایا جاتا ہے اب میں بیرونی جماعت کیخدمت میں چند باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں یہ مبلغ اور واعظ جو اسقدر دور دراز حصہ ملک میں بھیجا جاتا ہے جہاں کے باشندے ہمارے ملک کے اہل اور واقف نہیں ہیں انکی زبان ان کے رسم و رواج و عادات سب ہم سے الگ ہیں وہاں جانے والے کو جو مشکلات ابتداء میں پیش آ سکتی ہیں وہ بھی ظاہر ہیں یہ عزیز محض خدا کی رضا کیلئے خدا کے دین کی اشاعت و تبلیغ کے مقصد کو لیکر ہم سے اپنے عزیزوں اور دوستوں سے الگ ہوتا ہے تو ہم سب کیطرف سے ایک فرض ادا کرنیکے لئے اپنی ہمت

سی خواہشوں اور اغراض کی قربانی کرتا ہے۔ پس ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ ہم اسے اپنی تمام نمازوں میں دعاء کیلئے یاد رکھیں نہ صرف اسی بلکہ ان تمام کو جو اس پاک مقصد کیلئے اطراف ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں یا جانے کیلئے طیار ہو رہے ہیں۔

دوسرے اشاعت تبلیغ کا میدان بہت وسیع ہے اور بہت سے اخراجات چاہتا ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہاں جانے پر کن صورتوں اور حالتوں میں ہمیں خدا کے پیارے مسیح موعود کی تبلیغ کرنیکے لئے اخراجات کی ضرورت ہو۔ اور نہ اسوقت ہم انکی کوئی تعداد اور حد بتا سکتے ہیں۔ اسلئے قوم کو ابھی سے تیار رہنا چاہیئے۔ حضرت خلیفہ ثانی نے سالانہ جلسہ پر انجمن ترقی اسلام (جس کے ماتحت یہ سب کام ہو رہے ہیں) کے لئے ۲۴ ہزار روپیہ کی تحریک کی تھی۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ اخراجات اس سے تجاوز کرنے کا یقین دلا رہے ہیں **منکرین خلافت** جو اشاعت سلسلہ کی راہ میں ہر قسم کی روکیں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اپنے ٹریکٹوں اور اشتہارات کے ذریعہ جو اشاعت باطلہ کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کا یہ پہلوان اس باطل کا سر کچلنے کے لئے بھی ہر وقت تیار رہتا ہے۔ چنانچہ القول الفصل جس قوت اور شوکت سے لکھا ہے وہ پڑھنے والے سمجھ سکتے ہیں یا ایک ہی دن کا حربہ ہے یا اسکی اشاعت پر بہت بڑی رقم خرچ آئیگی ہے اور اب رئیس المنکرین نے جو ٹریکٹ شائع کیا ہے اسکا جواب بھی خدا کے فضل سے لکھا جا چکا ہے اور پریس میں چلا گیا۔ غالباً وہ ڈیڑھ سو صفحہ تک پہونچے یا اس سے زیادہ۔

چونکہ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ حضرت صاحبزادہ تو تبلیغ و اشاعت کیلئے ایک بیحد جوش رکھتے ہیں اس لئے باطل جس راہ سے سر نکالیگا۔ اس کا سر کچلنے کیلئے آپ فوراً طیار ہیں اور جو ذریعہ بھی اشاعت و تبلیغ کا ہو سکے گا۔ اسے اختیار کرنے میں ذرا تامل اور دریغ نہیں ہوگا۔ ایسی صورت میں اس قسم کے اخراجات کا کوئی تخمینہ یا بجٹ نہیں ہو سکتا۔ حضرت خلیفہ اول نے بھی یہی سمجھ کر اپنی پہلی تقریر میں اشاعت و تعلیم دینی کے کام کو کلیۃً اپنے ہاتھ میں اور اپنی مرضی کے نیچے رکھا تھا۔ مگر بعد کے واقعات نے انہیں اس طرف متوجہ کیا کہ بعض لوگوں کو ابتلاء نہ آجاوے اسلئے وہ کم دخل دیتے جسکو آج بعض احمق اپنے اختیارات کی تائید بتاتے ہیں لیکن چونکہ ان کے اندر بعض چھپے ہوئے داغ تھے جو اس زمانہ میں ظاہر ہو گئے۔ اسلئے وہ الگ ہو گئے

غرض اس قسم کے اخراجات فوری ہوتے ہیں اور اسکے لئے ضرورت ہے کہ کم از کم پانچ ہزار روپیہ ہر وقت جمع رہے اسلئے احباب توجہ کر کے اس چوبیس ہزار کی رقم کا ۳۱ مارچ تک جمع کر دیں

اپنے جاننے والے دوست اور بھائی اور پھر معزز مخدوم کو میں جماعت کیطرف سے بحیثیت خادم قوم مبارکباد دیتا ہوں اور

بسفر رفتنت مبارکباد + بسلامت روی و باز آئی

کہتا ہوں۔ ساتھ ہی یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ ایک بڑی امانت لیکر جاتے ہیں اور وہ خدا اور اس کے خاتم النبیین کی امانت ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کی امانت ہے جسکو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا تھا۔ احمدی جماعت کے امام نے ہمیں اس امانت کے پہنچانے کا اہل اور امین سمجھا ہے پس قوم یہ امید کرتی ہے آپ احمد کے نام کو پہونچاؤ گے اور پھیلاؤ گے اور کسی مرحلہ اور مقام پر کوئی عزت یا ذلت کا خیال آپ کو اس امانت کی تبلیغ میں روک نہ ہو۔ قوم خواجہ کمال الدین کے ذریعہ ایک مرتبہ سخت نقصان اٹھا چکی ہے اور اسکی شخصیت نے یا باتوں نے انہیں یقین دلایا تھا کہ وہ احمد کے نام کی تبلیغ کریگا۔ مگر اس نے

قومی اعتماد کی ہتک کی؟ -

اور اسے چھپایا۔ میں آپ اس مثال کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ احمد کے نام میں فتح اور کامیابی ساتھ رکھدی گئی ہے یہ وہ پیاری شخصیت اور مبارک نام ہے اس کو لے کر جس مجلس اور جس قوم میں تم جاؤ گے۔ عزت پاؤ گے جو اس کو چھوڑتا ہے یا چھپاتا ہے۔ یاد رکھو ممکن ہے چند روز کے لئے وہ کچھ سکے جمع کر لے۔ یا لوگوں کی واہ واہ اس کے حصہ میں آئے۔ مگر یاد رکھنا یہ خدا کے ملائکہ کی شادمانی اور تعریف نہیں بلکہ شیطان کی ذریت جو احمد کے نام کی دشمن ہے خوش ہو سکتی ہے اسلئے احمد کے نام پہونچاتے ہیں اگر واہ واہ نہ ہو لوگ مخالفت کریں تو گھبرانا نہیں کیونکہ انہیں مصیبتوں کے پیچھے وہ خوشنما اور پیاری صورت کامیابی کی ہے جسکو خدا کے فرشتہ لیکر تم سے مصافحہ کرینگے کیونکہ ازل سے یہ نام کامیاب ہونے کے لئے رکھا گیا تھا۔

پس آپ اس نام کو لے کر اسکے اعلان و اظہار کے لئے جاتے ہو۔ قوم اور اس کا امام اس مقصد کو تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ تمہارے پیچھے اور جماعتیں اسی مقصد کیلئے نکلنے والی ہیں۔ تم ان کے لئے بہترین مثال قایم کرنیوالے بنو۔ خدا تمہارا حامی ہو۔ آمین

جاؤ اور خدا کے فضل کے نیچے جاؤ۔ مسافر کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اپنی قوم کو مت بھولنا۔ اسے دعاؤں میں یاد رکھنا اور پھر یاد رکھنا۔ کہ تم خدا اور خدا کے رسول کی امانت لیکر ان قوموں کیطرف جا رہے ہو جو اس امانت کے پانیکے حقدار ہیں۔

خدا تمہارے کاموں میں برکت دے اور اس کے ملائکہ تمہاری نصرت میں لگے رہیں آمین

اسی سلسلہ میں یہ ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ نے جنکے عہد سعادت کے یہ کارنامے ہیں مولوی غلام محمد صاحب کی مشایعت کے لئے ۳ بجے روانہ ہونے کا خیال ظاہر فرمایا اور اس موقعہ پر قادیان کی احمدی آبادی حضرت کے ہمرکاب اپنے بھائی کو رخصت کرنے کے لئے نکلی گاؤں سے باہر نکلکر آپ نے لمبی دعاء کی اور پھر صوفی صاحب کو خاص نصایح فرماتے ہوئے قریباً دو میل تک پیادہ چلے گئے۔ اور اپنے خادم کو نہایت خوشی عزت اور اخلاص سے رخصت کر کے واپس ہوئے یہ نظارہ قابل دید تھا۔ جو تقریر آپ نے راستہ میں فرمائی۔ اس کو میں قلمبند تو نہیں کر سکا۔ تاہم الحکم کی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ اس کا مفہوم و خلاصہ دینے کی کوشش کرونگا اور وہ تحریری یادداشت بھی شایع کرونگا۔ جو آپنے مولوی غلام محمد صاحب کو لکھکر دی ہے۔ احباب بیرونجات بھی اپنے اس سفر پر جانیوالے بھائی کے لئے درد دل سے دعائیں کرتے ہیں۔

گرانی کی عام شکایت

گرانی کی شکایت روز افزوں ہے، باوجودیکہ ملک میں غلہ بافراط موجود ہے اور آئندہ فصلیں عمدہ اور امید افزا ہیں تو بھی غلہ کے تاجران اپنی من مانی کارروائیوں سے ملک کی بہت بڑی آبادی کو مشکلات میں ڈال رہے ہیں جس سے ملک میں مختلف قسم کی شکایتوں کے بڑھ جانیکا اندیشہ ہے صوبہ پنجاب کے لفٹنٹ گورنر کی کوٹھی پر جو مظاہرہ بھوکوں کا ہوا ہے اس نے اور بھی صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ کو متوجہ کیا ہے اور ایک لاکھ روپیہ گورنمنٹ کیطرف سے منظور ہوا ہے گرانی کا اثر شریف اور سفید پوش طبقہ پر بیحد ہوا ہے ہمارے ضلع کے نیک دل ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر سے ۷ فروری کو ایڈیٹر الحکم کو گرانی کے متعلق تبادلہ خیالات کا موقعہ ملا صاحب موصوف اپنے ضلع میں گرانی کے انسداد کیلئے بیحد فکر مند ہیں اور پوری کوشش کر رہے ہیں کہ جانتی بھوک سے ضایع نہ ہوں اور گرانی کیوجہ سے کوئی بد امنی ہونے پائے میں ایسے نیکدل ڈپٹی کمشنر کے لئے اپنے ضلع کی رعایا کو مبارکباد دیتا ہوں قادیان میں غلہ بافراط موجود ہے مگر چونکہ ایک ہی خاندان کے لوگ اسکے تاجر ہیں اسلئے وہ اتنا گراں بیچ رہے ہیں کہ شاید ہندوستان میں دوسری جگہ اتنا کم بھاؤ نہ ہو اس وقت تک کہ میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ ۶ سیر گیہوں بیچنے پر اتر آئے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی انسدادی تدابیر اس قسم کی مخلوق کش

موقعوں پر جدید قانون کے ماتحت موثر ہونی چاہئیں۔ اور میں توقع کرتا ہوں کہ صاحب ممدوح فوری توجہ فرما دیں گے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

کلام سلطان

حبذا باغ محمدؐ پہ نضارت آئی
ہر گل وشاخ پہ اک گونہ طراوت آئی

اب نہ کچھ خوف خزاں کر تو ذرا بھی بلبل
تیری فرحت کے لئے گل میں حلاوت آئی

بحر اعطا کرے سیراب جو کشت امید
تو سمجھ جاہل نادان میں فراست آئی

کان احسان وکرم اُگلے اگر گوہر ولعل
پیش ہیں دُر عدن کو ہے خجالت آئی

ایک اُمی کو پڑھایا تھا حرا میں کیا
دنگ تھے لوگ کہاں سے یہ فراست آئی

دی وہ تاثیر زباں میں کہ بند سے آتے تھے
کفر ٹوٹا تو محب حق کی وجاہت آئی۔

یہ تو ہیں ماضیٔ خوش وقت کی باتیں یارو
اس زمانہ میں بھی وہ پاک بشارت آئی

کس طرح پورا ہُوا دیکھ لو ارشادِ رسول
فضل ایزد سے ہمیں میں سے امامت آئی

فارسی اصل ہُوا کدعہ میں پیدا بروقت
لایا ایمان ثریا سے ۔ کرامت آئی

توڑ کر پھینکدی اُس نے ہی نصاریٰ کی صلیب
ورنہ کب غیر میں تھی ایسی یہ طاقت آئی

نصرت حق جو مسیحا کی تھی ادنیٰ لونڈی۔
جنگ میں دشمن دین کے بہ تراکت آئی

اُس کے دربار گہر بار کی رونق تھی فزوں۔
شہر رمضان میں گہن کی جو علامت آئی

لاکھوں، انعام برومندی خدا نے دیکر
کردیئے پورے۔ کہا دیکھو صداقت آئی

اپنی اولاد کی خاطر بھی دعائیں وہ کیں
کہ نہ تمثیل ہو جن کی نہ حکایت آئی

تھی ابراہیم کی مانند دعائے پدری
واں رسالت تھی اگر یاں بھی خلافت آئی۔

وعدۂ مصلح موعود والوالعزم وبشیر
دیکھے اللہ نے جتایا کہ بشارت آئی۔

آخر کار ہُوا **فضل عمر** اک لڑکا
نام محمود ہے۔ کیا کان سخاوت آئی

فضل ایزد سے اٹھا جب وہ خلافت لیکر
صف دشمن کی بُری طرح سے شامت آئی

وہ جو سمجھے کہ ہم ہی سے یہ مشن چلتا ہے
گلشن دیں پہ ہم ہی سے ملاحت آئی۔

مال واملاک انہیں ہم نہ اگر دیں اک دن
آن کی آن میں دیکھو کہ دخامت آئی

ہم ہی ہیں باعث اقبال مسیحا بیشک
ورنہ یہ سلسلہ کیا؟ محض جہالت آئی۔

کبر کا کچھ بھی ٹھکانا ہے ذرا دیکھو تو
اسی مشہور مثل کی یہ وراثت آئی۔

کبر ونخوت کا ہی ارذل یہ نتیجہ نکلا
کہ جوان سٹنیرہ چشموں میں ضلالت آئی

میرے آقا کو وہ اب غیر نبی کہنے لگے۔
اللہ اللہ! دلِ دشمن میں حقارت آئی

نہ تو اسلام کا عرفاں انہیں ہے حاصل
اور نہ دنیا کی کچھ ان میں ذکاوت آئی

دین کا دنیا پہ تقدیم کا وعدہ بھولا۔
بیوفا ایسے اگر ہیں تو قیامت آئی

ہیں محقق تو نبی ہونے کا سُن لیں قصہ
صاف مسلم کی حدیثوں میں روائیت آئی

کچھ سمجھ ہے تو ذرا چشم بصیرت کھولیں
بے نقاب آج یہاں شکل حقیقت آئی۔

خود مسیحا بھی تو کہتے تھے قسم کھا کھا کر
فیض حضرتؐ سے ہی مجھ پر یہ نبوت آئی

پر نہیں ایسوں کو کچھ واسطہ حق جوئی سے
ٹالتے کہہ کے ہیں جھوٹی یہ حکایت آئی

اسم احمدؐ بھی چبھا خار مغیلاں کی طرح۔
پڑ گئے آبلے سینوں میں غلاظت آئی۔

افترا باندھی خود بانیٔ فتنہ ہو کر
بپھرے جاتے ہیں۔ کہ ہم ہی میں طہارت آئی

تزکیہ نفس کا کیا خاک وہ پہچانتے ہیں
خود ہی اُن پہ جو غضب سے ہی ہلاکت آئی

توبہ توبہ! ہوئی جاتی ہیں سب عقلیں مسخ
صاحب الرائے کے حصہ میں خباثت آئی

بات یہ ہے انہیں حق بات نہیں بھاتی ہے
سلکِ احمدؐ سے جو ٹوٹے تو ہلاکت آئی ؎

تھام لے خامۂ دلکش کو یہاں زد رہے اب
کیا کبھی دشمن حق میں بھی ندامت آئی

میرے آقا۔ میرے مرشد کے لئے اللہ سے
فہم آیا ہے فراست بہ حذاقت آئی۔

چشم بد دور مسیحا کی دعا کا ہے اثر
ابن عیسیٰ میں زبردست شہامت آئی

وہ تو محمود ہے ہر کام ہے اسکا محمود
میرے مولیٰ سے یہی اُس کی شہادت آئی

ماجرا گو حقیقت کا ہے سبھی جانتے ہیں۔
یاں وجاہت تو واں یہ ہے شناعت آئی

طول ہوتا ہے نہیں ہر بات میں اچھا **سلطان**
مختصر کر کہ عدو کو بھی ندامت آئی

والسلام۔ خاکسار **نذیر احمد سلطان۔**
خلف میاں معراج الدین صاحب عمر۔ معراج منزل
نولکھا (لاہور)

خریداران الحکم کی توجہ کے قابل

خریداران الحکم کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ کم از کم ایک ایک نیا خریدار مہیا فرما کر ہمیں ممنون ومشکور فرماویں۔

(مینیجر الحکم قادیان)

مختصر نوٹ

مبلغین کے ہفتہ وار لیکچر حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے مبلغین کی جماعت کیلئے جو ہفتہ وار لیکچروں کا سلسلہ جاری کیا ہے وہ نہایت موثر اور مفید ثابت ہو رہا ہے۔ میر محمد اسحاق کے لیکچروں کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر احمد صاحب کا لیکچر مسئلہ کفر و اسلام پر اور پھر مولوی غلام رسول صاحب راجیکے کا خطبہ مسئلہ دعا پر نہایت کامیابی کیساتھ ہوئے صاحبزادہ صاحب کا غالباً یہ پہلا پبلک لیکچر ہو۔ مگر وہ خدا کی روح اور تائید سے بول رہے تھے۔ صاحبزادہ صاحب خدا تعالیٰ کی آیات میں سے ایک اٰیۃ اللہ ہیں خدا کی وحی میں ان کو قمر الانبیاء کہا گیا ہے اور حق طفل بشیر اسکی چشم بصارت و بصیرت کے کھلنے ڈال ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ ایک قابل گریجویٹ ہیں اور خدا کی رضا کیلئے آنریری طور پر سلسلہ کی خدمت کر رہے ہیں۔ فاضل راجیکے کے عارفانہ کلام کی داد میرا قلم نہیں دیسکتا اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک عارفانہ ذوق دیا ہے۔ بہت سے دوست باہر سے بھی ان لیکچروں کے سننے کیلئے آجاتے ہیں یہ سلسلہ نہایت مفید اور بابرکت ہوگا

خواجہ کمال الدین اور عصر جدید عصر جدید نے خواجہ کمال الدین صاحب کی اشاعت اسلام پر ایک مختصر سا نوٹ تازہ اشاعت میں دیا ہے۔ انہوں نے خواجہ صاحب کے موید اخبارات کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اس کام کو کسی انجمن کے ماتحت کرائیں۔ عصر جدید کا اعتراض معقول ہے خواجہ صاحب جبکہ پبلک سے روپیہ لیتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ اس نظام اشاعت کو کسی مجلس شوریٰ کے ماتحت کریں اور آمد و خرچ کے حسابات شایع کرکے ان لوگوں کو اطمینان دلائیں جو ان کے اخراجات پر کر رہے ہیں مگر خواجہ صاحب کے طرفداروں کا یہ جواب تسلی بخش نہیں ہو سکتا کہ صرف وہ لوگ ایسا اعتراض کر سکتے ہیں جنہوں نے چندہ دیا ہے پچھلے دنوں پیسہ اخبار میں خواجہ صاحب کے مکانات خریدنے پر اعتراض کیا گیا تھا مجھے خواجہ صاحب نے کہا کہ یہ واقعہ غلط ہے لیکن جب میں نے شایع کرنے کی تحریک کی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ بہرحال اب جبکہ خواجہ صاحب ہندوستانی مسلمانوں سے جو ان کے نزدیک کافر بالکیسح ہیں چندہ مانگ رہے ہیں ان کے جذبات کا خیال کرکے مشن کو کسی انجمن کے ماتحت کر دیں تو زیادہ کامیابی کی توقع ہے

افواہیں پھیلانیوالے خطرناک ہیں؟ کسی پر قسم کی افواہ موجو لوگ اس کے پھیلانے کا کام کرتے ہیں انکا وجود سوسائٹی کو شبہات میں ڈالنے میں بڑا اثر رکھتا ہے پچھلے دنوں لاہور کے منکرین خلافت کے مرکز سے حضرت صاحبزادہ صاحب کے متعلق ایک بے سر و پا گپ تراشی گئی تھی۔ کہ انہوں نے گورنمنٹ پنجاب سے خلیفۃ المسیح یا خلیفۃ المسلمین تسلیم کئے جانے کی درخواست کی۔ اس قسم کی افواہیں ایسے وقت میں جبکہ رعایا کے افراد خصوصاً مختلف سوسائٹیوں کے لیڈر اپنی اپنی جماعتوں کی وفاداری کا اعتماد دلا رہے ہیں وفاداری کے جذبہ کو مخدوش اور مشکوک کر دینے کیلئے اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ وہ ذاتی اغراض پر مبنی ہے حضرت صاحبزادہ صاحب کی وفاداری کا اظہار سلسلہ احمدیہ کی پولیٹیکل پوزیشن کے اصول پر مبنی ہے جو حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلیفہ اول نے اپنی زندگی میں دکھایا مگر جبکہ صاحبزادہ صاحب کے متعلق ایسا بیہودہ خیال پھیلایا جاوے تو اس سے صرف سلسلہ کے ایک پاک جذبہ اور محکم اصول کو بدنام کرنا ہی متصور نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کل ہندوستان کی وفاداری کو بدنام کرنا ہے علاوہ بریں اس طرح پر بری افواہیں ملک میں پھیلتی ہیں۔ لیکن اب جبکہ گورنمنٹ پنجاب نے اس بے بنیاد افواہ اور افترا کی صاف تردید کر دی ہے جیسا کہ دوسری جگہ وہ اعلان درج کر دیا گیا ہے جو حضرت صاحبزادہ صاحب نے درج کیا ہے گورنمنٹ کا اپنا فرض ہے کہ وہ اس سوال پر غور کرے کہ افواہیں کسطرح پھیلتی ہیں تاہم احمدیہ بلڈنگز کے ان ذمہ وار اشخاص سے یہ ضرور دریافت ہونا چاہیئے کہ ایسی بے بنیاد افواہ جن معتبر اور قابل وثوق ذرایع سے ان کے پاس پہونچی ہے وہ کونسے ہیں تاکہ گورنمنٹ کو ایک ایسے عنصر کا پتہ لگ جاوے جو بے بنیاد افواہوں کو قابل وثوق بنانے والوں کی ایجنسی میں کام کرتا ہے ✽

وصیتیں

آج دفتر بہشتی مقبرہ کی طرف سے ذیل کا مضمون برائے اشاعت موصول ہوا ہے ان میں سے صرف ان اشخاص کا نام درج ہے جنہوں نے صرف ماہ جنوری میں وصیتیں کی ہیں اس تعداد سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی انسانی تحریک یا کوشش خدائی کاموں کو روک نہیں سکتی!

غرض رکھتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

نمبر وصیت ✽ نام موصی مع مفصل پتہ سکونت

۸۳۷۔ محمد خان ولد کرم داد خان گوندل ساکن کوٹ گوندل حال وارد چک نمبر ۹۹ شمالی سرگودھا۔ خلاصہ وصیت اپنی جائداد مالیتی ۱۹۰۰ کے دسویں حصہ کی بعد از وفات وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہے۔

۸۴۰۔ مسماۃ محمد بی بی زوجہ محمد خان گوندل مذکورہ بالا ✽ خلاصہ وصیت اپنے زیور قیمتی مالیتی ۲۳۵ کے ۱/۱۰ حصہ کی۔

۸۴۱۔ مسماۃ بیگم بی بی زوجہ میاں خان ورک ساکن کوٹ گوندل حال وارد چک نمبر ۹۹ شمالی سرگودھا خلاصہ وصیت اپنی جائداد مالیتی ۲۰۰ کے ۱/۱۰ حصہ کی بعد از وفات وصیت کرتی ہے

۸۴۲۔ بختاور بی بی بیوہ غلام حسین مرحوم قریشی ساکن چک نمبر ۹۸ شمالی نہر جہلم ✽ بعد از وفات وصیت کرتی ہے اپنی جائداد مالیتی ۱۵۰ کے ۱/۱۰ حصہ کی بعد از وفات وصیت کرتی ہے۔

۸۴۳۔ حیات بیگم زوجہ محمد ابراہیم بقاپوری حال وارد چک نمبر ۹۹ شمالی نہر جہلم۔ اپنی جائداد مالیتی ۱۵۰ کے ۱/۱۰ حصہ کی بعد وفات وصیت کرتی ہے

۸۴۴۔ صالحہ بنت پیر محمد منظور محمد صاحب اہلیہ میر محمد اسحاق صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور ✽ اپنی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۳ حصہ کی جسکی قیمت ۴۰۰۰ روپیہ ہے وصیت کرتی ہے ✽

۸۴۵۔ میر حسین و محمد حسین پسران محمد اشرف صاحب مرحوم ساکن ٹرپئی تحصیل و ضلع امرتسر ✽ اپنے ۵ ایکڑ کا ہبہ باقاعدہ عنقریب کر دینگے اور مکان سکونتی ۳۰۰ اور نقد ۵۰۰ کل ۸۰۰ کا ۱/۱۰ حصہ ۸۰ روپیہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دئیے ہیں

۸۴۶۔ مسماۃ بصری۔ زوجہ منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک قلعہ میگزین شہر فیروزپور۔ اپنے زیور مالیتی ۴۰۰ کا ۱/۱۰ حصہ بعد وفات بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہے۔

۸۴۷۔ مسماۃ زینب بی بی زوجہ بابو محمد فاضل صاحب ریسر میونسپلٹی فیروزپور ✽ اپنے زیور مالیتی ۶۵ کا ۱/۱۰ حصہ کی بعد وفات وصیت کرتی ہے ✽

۸۴۸۔ میر محمد اسحاق ولد میر ناصر نواب صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور ✽ اپنی تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کر کے ۵۰ روپیہ وصیت کردہ ادا کرتا رہونگا

ہندو کی قسمت کا فیصلہ عام پبلک اور بالخصوص ہندو کے پریمی یہ افسوسناک خبر پہلے سن چکے ہیں کہ اخبار ہندو کی اشاعت ۱۹ دسمبر ۱۹۱۴ء سے التوا میں ہے اور وہ بھی کسی سرکاری حکم اور ممانعت کی وجہ سے نہیں بلکہ محض پریس کی مشکلات کی وجہ سے التوا میں ہے کیونکہ خانہ تلاشی کے چند روز بعد صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور نے مجھے بلاکر فرما دیا تھا کہ خانہ تلاشی سے ایسی کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی جس پر کوئی قانونی

کاروائی کی جاسکے۔ لیکن یونین پریس کے انکار کر دینے کے بعد پریس کیا بجیدگی دن بدن بڑھتی گئی۔ جسکی تفصیل ایک طویل قصہ ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ سردست روزانہ یا ہفتہ وار اخبار کا چھپنا اس وقت تک قریبا ناممکن ہی معلوم ہوتا ہے جب تک کہ خود ہی پوری ضمانت داخل کرنے اور مشین خریدنے کیلئے روپیہ کا معقول انتظام نہ کر لیا جائے اگرچہ میں اس پہلو سے بھی غافل نہیں ہوں۔ لیکن سردست بالکل خاموش بیٹھے رہنے کی بجائے میں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ ہندو کو ماہوار رسالہ کی صورت میں جاری کر دوں۔ چنانچہ رسالہ کا ڈیکلریشن منظور ہو گیا ہے اور ماہ مارچ ۱۹۱۵ء سے باقاعدہ شایع ہونے لگے گا۔ اور جب پریس کا انتظام ہو جائیگا۔ روزانہ اور ہفتہ وار کسی اور نام سے جاری کر دیئے جائینگے +

ماہوار رسالہ ہندو کیسا ہوگا؟ اسکے متعلق یہ عرض کر دینا کافی ہے کہ دوسری اقوام و مذاہب کا پورا احترام ملحوظ رکھتے وہ صحیح معنوں میں ہندو ہوگا۔ اور اپنی جاتی کو مفید اور ٹھوس ہندو لٹریچر بہم پہنچا کر اس میں ہندو کریکٹر اور ہندو دھرم کا سنچار کرے گا۔ اور بھارت میں پھر ایکدفعہ ہندو جیون کی زبردست لہر چلائیگا۔ جو کہ آج غیر ملکی اور تہذیبوں کے اثر سے قریبا مفقود ہے۔ رسالہ کی چھپائی و لکھائی اور کاغذ ہر ایک چیز بلا مبالغہ بے نظیر اور نہایت اعلےٰ ہوگی۔ سائز ۲۰×۳۰/۸ یعنے ادیب اور العصر کے برابر حجم ۵۶ صفحے۔ سالانہ چندہ معہ محصول ڈاک للعہ روپیہ ہوگا۔ اور ایک پرچہ کی قیمت چھ آنہ ہوگی!

پبلک کا ادنےٰ خادم ہری لال شرما ایڈیٹر ہندو لاہور

سابقون بالخیرات

ابی تیرہ [illegible] کسی دوسری جگہ میں نے لکھا ہے کہ القول الفصل کی اشاعت پر کثیر رقم خرچ آچکی ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ کا جواب بھی ڈیڑھ سو صفحہ تک یا شاید اس سے بھی زیادہ ہو۔ یہ اشد ضروری مصارف قومی توجہ اور فوری توجہ کو چاہتے ہیں۔ ابھی ان سطور کی سیاہی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ ۲۲ فروری کی ڈاک میں برادرم سراج الدین صاحب سوداگر چرم کا نہایت اخلاص سے بھرا ہوا خط ملا جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ میں اپنے دلی شوق سے آپکی خدمت عالیہ میں کچھ عرض کرتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ کہ القول الفصل کی تو تعداد کافی اور جو القول الفصل کا جواب پیغام پارٹی کیطرف سے نکلا ہے۔ اب اسکا جواب جو حضور کے قلم سے نکلیگا۔ اسکی سو کاپی کے دام بذریعہ وی پی یا ارشاد فرمایا جاوے۔"

القول الفصل چار ہزار شایع ہوا ہے اور دوسرا رسالہ دو ہزار چھپ رہا ہے۔ برادرم سراج الدین کی رقعہ اور ہمکو صرف چالیس آدمی مطلوب ہیں اسکے بعد دیکھنا چاہیئے کہ کس کس طرف سے آواز آتی ہیں مجھے یقین ہے کہ الحکم کی اگلی اشاعت تک یہ چالیس بزرگ کھڑے ہو جاوینگے برادرم سراج الدین کو اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے ایک ضرورت دینی کو سب سے اول محسوس کیا

۲۔ لنگر خانہ کی ضروریات اور مشکلات قحط سالی کا احساس ینگہ ضلع جالندھر کے مخلص اور سرگرم سکرٹری میاں رحمت اللہ صاحب کو ہوا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ میں قحط سالی کی وجہ سے ڈرتا ہوں کہ لنگر خانہ کو تکلیف پیش نہ آوے اپنی ہمت اور حیثیت سے بڑھکر انہوں نے علاوہ مقررہ چندہ کے پانچ روپیہ یکمشت بھیجنے کا اظہار فرمایا ہے جزاء اللہ احسن الجزاء۔

اگر دوسرے احباب بھی توجہ فرمادیں۔ اور اس نیک مثال سے سبق لیں تو لنگر خانہ کی کافی مدد ہو سکتی ہے

کلکتہ کا ڈاکٹر برمن

اخبار الحکم میں عرصہ دراز سے کلکتہ کے مشہور و معروف ڈاکٹر ایس کے برمن کا اشتہار شایع ہوتا ہے الحکم میں بہت ہی کم کسی اشتہاری کارخانہ کے متعلق نوٹس لیا گیا ہے ایک مرتبہ گجرات کے حکیم میداس صاحب کے متعلق لکھا گیا تھا کہ انہوں نے محض پبلک کے فایدہ اور رفاہ کیلئے ایک کارخانہ بھی کھول رکھا ہے اسکی آمدنی ذاتی کاموں میں صرف نہیں کرتے ایسا ہی ذاتی طور پر پنڈت ٹھاکر دت صاحب کی امرت دہارا پر بھی پسندیدگی اور مفید ہونیکا اظہار کیا تھا۔ آج میں ایک عرصہ کے ذاتی علم کی بنا پر کلکتہ کے مشہور و معروف ڈاکٹر ایس کے برمن کے کارخانہ کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتا ہوں ڈاکٹر ایس کے برمن کا کارخانہ ایک طبی کارخانہ ہے اور اپنی خوش معاملگی اور نفیس اور کم خرچ ادویات کیلئے ملک میں مشہور ہوتا ہے اشتہاری ادویات علے العموم گراں قیمت ہوتی ہیں مگر ڈاکٹر ایس کے برمن کی ادویات قلیل القیمت اور کثیر المنفعت ہیں ڈاکٹر صاحب کی خوش معاملگی قابل تعریف اور اشتہاری لوگوں کیلئے واجب التقلید ہے۔ کارخانہ کی کامیابی اسکی نفع رساں ادویات کی عمدگی کا ایک بین ثبوت ہے میں اپنے اخبار کے ناظرین کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر انہیں کسی عمدہ دوا کی ضرورت ہو تو وہ ڈاکٹر ایس کے برمن سے فایدہ اٹھائیں۔ یقیناً انہیں اس معاملہ میں کوئی دھوکہ اور مغالطہ نہیں ہوگا۔

(ایڈیٹر الحکم قادیان)

خواجہ کمال الدین صاحب کی موت

خودکشی یا اخلاقی

نمبر (۴)

خواجہ صاحب کی بیعت ارشاد گذشتہ نمبروں کے ناظرین الحکم کو واضح ہو گیا ہے کہ خواجہ صاحب واقعات کے بیان کرنیمیں کس بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے کلام کو سمجھا ہی نہیں اور یا اسے اپنے مطلب کے سانچے میں ڈھال لیا۔ آج میں خواجہ صاحب کی بیعت ارشاد کی حقیقت کا راز طشت از بام کرنا چاہتا ہوں میں بتا آیا ہوں کہ خواجہ صاحب اپنی اور اپنے دوستوں کی علیحدگی یا اپنے ذاتی نقص کو نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ناکامی کی دلیل قرار دیتے ہیں انکے خیال کے موافق لوگوں کے منکرین خلافت کے زمرہ میں داخل ہونے کی وجہ سے البتہ خلافت جماعت کو گمراہی پر جمع ہوجانیوالی قبول کر لینا آسان ہے مگر ان چند نفوس کو جماعت سے باہر کر دینا مشکل؛ خیر یہ مشکل واقعات حل کر کے دکھاوینگے وہ منتظر رہیں۔

خواجہ صاحب نے جنوری ۱۹۰۹ء کی شورش بخلافت کے متعلق ہوئی اور جس میں خواجہ صاحب لاہور کے ایک مخفی اجلاس میں ایڈیٹر الحکم کو قادیان نکالدینے کا ریزولیوشن پاس کر کے آئے تھے) میں ہونیوالی بیعت کو بیعت ارشاد قرار دیا ہے اور بار بار لکھا ہے کہ یہ الفام تھا جو خواجہ صاحب اور ان کے دوستوں پر ہوا چنانچہ فرماتے ہیں کسقدر ظلم اور افترا ہے کہ مشہور کیا گیا ہے کہ ہم نے انکی مخالفت کی اور انہوں نے تجدید بیعت ہم سے کرائی۔ آہ! آج ضدیت نے ایک انعام کا نام نالیاقتی تجویز کیا ہے" صفحہ ۵ پھر اس تجدید بیعت کے متعلق فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ہم سے بیعت دوبارہ لی یہ بالکل سچ ہے بیعت کس امر کی بیعت ارشاد کیا تم ایمان سے کہہ سکتے ہو کہ انہوں نے ہم سے تجدید بیعت کرائی؟ وہ بیعت ارشاد تھی نہ بیعت توبہ کی تجدید۔ اسکے بعد ایک اور بیعت ہوتی ہے اور وہ ہے بیعت دم۔ اب جاؤ صوفیائے کرام کے حالات پڑھو اور دیکھو کہ وہ بیعت ارشاد کس مرید سے لیتے ہیں وہ سلسلہ میں داخل کرتے وقت مرید سے بیعت توبہ لیتے ہیں اور جب اس میں اطاعت کی استعداد دیکھتے ہیں تو اسے بیعت ارشاد دیتے ہیں" صفحہ ۵

خدارا خواجہ صاحب کے ان فقرات پر مکرر غور کرو۔ اس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ خواجہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کس قسم کا ایمان رکھتے تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب **سلسلہ احمدیہ کو علی منہاج النبوۃ نہیں مانتے تھے** بلکہ ایک معمولی صوفیائے کرام کا ایک طریق سمجھتے ہیں بجائیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز اور مسیح موعود اور مہدی کے نام سے ایک نبی کے رنگ میں ہوئی۔ اس سے بڑھکر جو عجیب بات آگے میں کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ نعوذ باللہ کہ **خواجہ کے اعتقاد میں حضرت مسیح موعود ناکام تھے**۔" آپ میرے اس نتیجہ سے تعجب نہ کریں خواجہ تسلیم کرتا ہے بلکہ دوسروں سے تسلیم

کرانا چاہتا ہے کہ بیعت ارشاد اسوقت کسی مرید سے لی جاتی ہے جبکہ اس میں استعداد اطاعت پیدا ہو جاوے کیا خواجہ صاحب اور ان کے [illegible] بتلا سکتے ہیں کہ

کہ یہ عزت حضرت مسیح موعود کے عہد میں انہیں حاصل تھی

اسے دونوں طرف سے خواجہ صاحب کیلئے مشکل ہے یا وہ حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ ناکام قرار دیں گے اور یا اپنی نالیاقتی اور ناقص حالی کا اقرار کرینگے کیونکہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ان سے یا انکے دوستوں سے وہ بیعت ارشاد جو حضرت خلیفۃ المسیح نے انہیں لی تھی اور بیعت ارشاد بقول خواجہ صاحب اسوقت لی جاتی ہے جبکہ مریدین استعداد اطاعت پیدا ہو جاوے دوسرے الفاظ میں یوں کہو ۱۸۹۲ء سے لیکر ۱۹۰۹ء تک خواجہ صاحب اور ان کے دوستوں میں یہ استعداد پیدا نہیں ہوئی تھی شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ **وہ طریق احمدیہ میں نابالغ تھے** جبکہ سلسلہ میں انیسواں سال آیا تو وہ بیعت ارشاد کے قابل پائے گئے اور وہ بھی ایسے موقعہ پر جب انہوں نے خلیفہ کی مخالفت کی' ہمارے دوستوں کا اختیار ہے کہ یا تو وہ ان کی نالائقی کا اعتراف کریں یا اس مسئلہ کو لغو سمجھ لیں لیکن خواجہ صاحب کے نفع کو ضرور اقرار کرنا پڑیگا کہ

یہ خواجہ صاحب کی نالائقی کی دلیل ہے

اسکے علاوہ ایک امر اور قابل غور رہجاتا ہے کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا ایک بھی مرید ایسا نظر نہ آیا جسپر وہ یقین کرتے کہ اس میں استعداد اطاعت پیدا ہو گئی ہے اور وہ خواجہ صاحب کی سی بیعت اس سے لیتے خواجہ کے عقیدہ کے مطابق یہ **مقام حضرت خلیفۃ المسیح کو بھی حاصل نہ ہوا** کیونکہ ہم میں سے کوئی اس امر کی شہادت نہیں دیتا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے حضرت مسیح موعود نے دوبارہ بیعت لی ہو۔

یہ ہے وہ انعام جسپر خواجہ صاحب آپ میں نہیں سماتے اور یہ کہنے پر کہ انہوں نے تجدید بیعت کی اپنے سابق دوستوں کو کوستے ہیں۔

میں اس بیعت ارشاد پر ایک اور پہلو سے بھی کلام کرتا ہوں بہت خوب اگر یہ انعام تھا تو پھر کیوں ایڈیٹر الحکم کے حق میں اس کو انعام قرار نہیں دیا جاتا۔ خواجہ صاحب کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر مسجد مبارک میں بیعت کرنیوالا مولوی محمد علی کے علاوہ وہ بھی تو تھا۔ اس انعام سے اس بیچارے کو کیوں محروم رکھا جاتا ہے خواجہ صاحب کیلئے تو وہ انعام اور یعقوب کیلئے تنبیہ۔ سچ ہے

بدنصیبی اسکو کہتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں + آتی ہی خاصیت اکسیر ادہی مر گئی

خواجہ صاحب اور ان کے دوستوں کو وہ مقام جو حضرت مسیح موعود کے وقت میں حاصل نہ ہو سکا وہ حضرت خلیفہ اول کی مخالفت میں حاصل ہو گیا شاید خلافت ثانی کی مخالفت بھی اسی چسکہ کی بنا پر کی ہوگی کہ اب اس سے بھی بڑھ کر

بیعت دوم

کا انعام نازل ہو مگر خواجہ صاحب اور ان کے دوستوں کو مایوس ہو جانا چاہیئے کہ سلسلہ احمدیہ میں بیعت دوم نہیں حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کو صرف ایک

کا سعید جھنڈا اونچا کھڑا ہو گیا ہے۔ بہر حال خواجہ صاحب اور ان کے امیر اپنے اس دیرینہ رفیق کو نہ بھولیں کہ جب خلافت اول کے وقت باوجود انکی مخالفت رائے کے اس محل انعام پر کھڑا ہو گیا۔ تو اس وقت بھی وہ اسی عقیدہ پر ہے جسپر پہلے تھا اسلئے اگر پھر اسپر کوئی **انعام تجدید بیعت** کا ہو تو مجھے یاد رکھیں۔ بالیقین خرد ناظرین! خدا کیلئے غور کرو کہ خواجہ کا یہ فلسفہ اور عذر کیسا بودا اور رکیک ہے۔ تجدید بیعت کرنا کیا جرم ہے۔ عیسائیوں کو جیسے دھوکا لگا کہ استغفار کرنا گناہ کا لازمی نتیجہ ہے اسی طرح سے تجدید بیعت خواجہ صاحب کے سانپ کی طرح کاٹتی ہے حالانکہ تجدید بیعت تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر بھی کی تھی اچھا تھوڑی دیر کیلئے مان لو کہ یہ تجدید بیعت نہ تھی بلکہ بیعت ارشاد تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح نے خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی سے اسلئے لی تھی کہ وہ خلافت کے مخالفین سمجھے گئے تھے۔ اور اسکا صلہ ان کو یہ رنگ انعام دیا گیا اور مجھے باوجود خلافت کا متبع اور مؤید ہونیکے بطور سزا ان کے ساتھ لگا دیا گیا کیونکہ انعام تو تب تھا جب میں بھی مخالفت کر کے بیعت کرتا مگر خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب صاحب ایمان سے ان الفاظ کا اظہار کریں جس میں انہوں نے بیعت کی تھی۔

اگر تو وہ بیعت انہیں الفاظ سے جو بیعت کے عام الفاظ ہیں شروع ہوئی تھی۔ تو صاف ظاہر ہے کہ تجدید بیعت تھی اور اگر الفاظ اور تھے تو بیعت ارشاد ہی اسکا نام رکھینگے مگر وہ لوگ جب تک زندہ ہیں جو اس وقت موجود تھے بلکہ جب تک دنیا موجود ہے کبھی یہ تسلیم نہیں کیا جائیگا کہ

خواجہ اس بیان میں سچ کہتا ہے!

افسوس اس کو عذر گناہ بدتر از گناہ کہتے ہیں۔ خواجہ صاحب!

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را + مرشوئے کردہ را نبود زیب دختری

یہ ہے خواجہ صاحب کی بیعت ارشاد کی حقیقت سچ اور حق یہی ہے کہ انہوں نے خلافت کا مقابلہ کیا اور خود خواجہ کو بھی اقرار ہے جیسا وہ کہتے ہیں کہ

جناب نواب صاحب مکرم حلفیہ بیان کریں کہ ۱۹۰۹ء قادیان میں حضرت حکیم صاحب سے تنازعہ خلیفہ کے اختیارات کا نہیں رہا ۱۹۰۸ء سے بھی وہ سر پر چڑھ کر بولنے والا جادو ہے۔ اب خواجہ صاحب خود مخالفت کا اقبال کرتے ہیں اور یہی ہم کہتے تھے کہ یہ لوگ مخفی طور پر ریشہ دوانیاں کرتے تھے۔ مگر کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ ان کو خیال تھا کہ اگر جماعت سے خارج کر دیا گیا تو عبد الحکیم کا سا حشر ہوگا۔ اسلئے کوشش یہی رہی کہ اسوقت تک ملکر کام کرتے رہو بعد میں دیکھا جاویگا۔ چنانچہ میں بعد از واقعات سے ثابت کرونگا کہ ان لوگوں نے صاف اقرار کیا کہ ہم کو تو خلافت ثانی کا ڈر ہے۔ مولوی محمد علی نے حضرت خلیفۃ المسیح کو ان سوالات کا جواب دیتے ہوئے صاف لکھا تھا کہ **اصل سوال جہانتک میں دوسرے رقعہ سے سمجھتا ہوں موجودہ خلافت کے متعلق نہیں بلکہ آئندہ خلافتوں کے متعلق ہے!**

مولوی محمد علی صاحب انکار کرینگے تو اُن کے خط کی نقل شائع کر دیجائیگی جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو لکھی تھی۔

افسوس آج مولوی محمد علی صاحب کثرت اور قلت کی بحث کرتے ہوئے اپنی کمی تعداد کی تائید میں دلائل پیش کرتا ہے مگر اسے کیا معلوم تھا جبکہ وہ ان سوالات کا جواب دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح کو خط لکھ رہا تھا کہ اسکے قلم سے جو الفاظ نکل رہے ہیں وہ آئندہ اسکے لئے یہی **اخلاقی موت کا وارنٹ ہوں گے**۔ میں یہاں ان کو دہرا دینا بے محل نہیں پاتا۔ رئیس المنکرین مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں:۔

"جب کوئی ایسا تنازعہ ہو گا اور خدا نکرے کہ ایسا دن نہ آئے تو ضرور ہے کہ خلیفہ یا انجمن میں سے ایک ناحق اور غلطی پر ہو اور میں یقین رکھتا ہوں کہ چونکہ اللہ تعالٰے کا منشاء اس سلسلہ کو ترقی دینے اور اسے دنیا میں غالب کرنیکا ہے اسلئے وہ ایسے موقعہ پر بڑے حصہ **قوم کو ناحق اور غلطی پر نہیں چھوڑیگا**"

مگر آج مولوی محمد علی صاحب کو یہ باتیں بھول گئی ہیں۔ اور قوم کے بڑے حصہ کو وہ ناحق اور غلطی پر یقین کرنے کیلئے اسلئے مجبور ہیں کہ وہ انکے دام میں نہیں آیا۔

یہ اقتباس میں نے مولوی محمد علی صاحب کے خط بنام حضرت خلیفۃ المسیح مورخہ ۱۹/۲ سے ضمناً دیا ہے تاکہ یہ ظاہر کر دیا جاوے کہ ان لوگوں کے خیالات اور منصوبہ سازیاں آئندہ خلافت کے متعلق کیوں اور کب سے شروع ہیں"۔ خواجہ صاحب کی خود کشی کے مضمون میں ذکر ضمناً آ گیا ورنہ ان امور کیلئے ایک دوسرا وقت ہے بہر حال خواجہ صاحب کی بیعت ارشاد کی یہ حقیقت ہے ہمارے جن دوستوں کے سامنے خواجہ صاحب اس فخر کا اظہار کریں انہیں چاہیئے کہ وہ خواجہ صاحب سے مندرجہ ذیل سوالات ضرور کریں (۱) کیا حضرت مسیح موعود نے اپنے کسی مرید میں یہ استعداد دیکھی جو اس سے اسطرح پر ایک حلقہ کے بیعت ارشاد لیتے؟ (۲) کیا تم میں بھی باوجود ان مہربانیوں اور خصوصی تعلقات نوازش کے جنکا اظہار تم اپنے رسالہ میں کرتے ہو یہ قابلیت پیدا نہیں ہوئی تھی؟ اگر ہوئی تھی تو تاریخ سلسلہ احمدیہ میں واقعہ اور حلیہ بتاؤ جبمیں تم سے اسطرح پر بیعت ارشاد لیگئی ہو۔ (۳) کیا اس بیعت ارشاد میں تم نے وہی الفاظ دہرائے تھے جو عام طور پر حضرت خلیفۃ المسیح بیعت کے وقت کہلواتے تھے یا اور الفاظ تھے (۴) ایڈیٹر الحکم بھی تمہارے اس امتیاز میں شریک ہو کر داخل انعام ہوا تھا یا نہیں؟ مگر کیا اس وقت تمہارے اور ایڈیٹر الحکم میں خلافت اور انجمن کے تعلقات کے متعلق مختلف رائیں تھیں یا نہیں۔ پھر کیا انعام تمہاری مخالفت پر ہی مل سکتا تھا؟

ان سوالات کے جواب ہمارے پرانے رفیق خواجہ کی الہامی بیعت ارشاد کی حقیقت کھول دیں گے۔

(باقی اگلے نمبر میں)

ایک افترا کی تردید

گورنمنٹ کی شہادت

یعنی کچھ مدت ہوئی۔ ایک اشتہار کے ذریعہ سے اس خبر کی تردید کرائی تھی جو میری نسبت احمدیہ بلڈنگز لاہور سے شائع کیگئی تھی کہ گویا میں نے گورنمنٹ سے کوئی درخواست اس مضمون کی کی تھی کہ وہ مجھے خلیفۃ المسلمین یا خلیفۃ المسیح سب مسلمانوں سے منوا دے یا یہ کہ مان لے تو میں گورنمنٹ کی خدمت کر سکتا ہوں لیکن گورنمنٹ نے اس سے انکار کیا۔ اور میں نے اس اشتہار میں لکھا تھا کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو۔ یعنی جو جھوٹ بولنے والا ہے۔ اس پر خدا کی لعنت ہو۔ پس اگر میری نسبت مشہور کرنیوالے جھوٹے تھے تو یہ لعنت ان پر پڑتی تھی۔ لیکن اگر وہ سچے تھے تو یہ لعنت مجھ پر پڑتی تھی۔ لیکن باوجود ایسے سخت انکار کے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے میرے اس اشتہار کی تردید میں ایک اعلان شائع کرایا۔ جس میں پھر اس خبر کی صحت پر زور دیا ہے۔ اور ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خبر نہایت وثوق سے سنی گئی تھی۔ اور اس کے باور کرنے کے لئے ہمارے پاس بہت سی وجوہ بڑی بھی تھے۔ اول۔ میاں صاحب کی خلافت پر لاٹ صاحب کو تار دیا۔ پھر گورنمنٹ کے پاس ایک وفد بھیجا گیا۔ اس کے بعد ایک اور درخواست گورنمنٹ کے پاس بھیجی گئی۔ اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ خبر ہم نے نہیں بنائی۔ بلکہ ہم نے کسی اور شخص سے سنی تھی۔ اور میاں صاحب نے من وجہ ہم پر افتراء کا الزام لگانے میں تقویٰ سے کام نہیں لیا اور لکھا ہے کہ اب بھی میاں صاحب کا انکار صرف اسقدر ہو کہ میں نے گورنمنٹ سے کوئی خطاب نہیں مانگا۔ اصل درخواست کا انکار نہیں کیا گیا۔

ڈاکٹر صاحب نے جو ثبوت اپنے خیال کی تصدیق میں پیش کئے۔ انکی نسبت تو اسقدر کہنا کافی ہے کہ جو کچھ وہ میری نسبت منسوب کرتے ہیں وہ بعینہٖ اس کے مطابق ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کے وقت میں کیا گیا۔ اور جو حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول۔ کے وقت میں ڈاکٹر صاحب کے دوست کرتے رہے۔ میری خلافت کے وقت جو تار دیگئی۔ اس سے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ سے میں نے کوئی مطالبہ کیا حضرت خلیفہ اول کی وفات پر خلافت کے قیام کے متعلق جب مختلف جماعتوں کو تار دئے گئے۔ تو شیخ محمد نصیب صاحب نے جو دفتر سکرٹری کے ہیڈ کلرک تھے۔ مجھے بتایا کہ حضرت خلیفہ اول کے خلیفہ ہونے پر ایک تار لاٹ صاحب کو بھی دیگئی۔ اور ایک چٹھی ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کو بھی بغرض اطلاع لکھی گئی تھی۔ اب بھی اسی طرح کر دینا چاہیئے۔ مجھے نہیں یاد کہ میں نے اس کے جواب میں کیا کہا۔ مگر کسی شخص نے جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں تار دیدی۔ پس یہ جو کچھ ہوا۔ پہلی مثال کے تتبع میں ہوا۔ جس کے ذمہ دار خواجہ صاحب یا مولوی محمد علی صاحب ہو سکتے ہیں کہ اول الذکر اس وقت سکرٹری انجمن تھے اور دوسرے صاحب اسسٹنٹ سکرٹری ہونے کی وجہ سے بسبب تجربہ سابقہ کے رکن اعظم۔ باقی رہا وفد کا بھیجنا سو یہ بالکل افتراء ہے کوئی وفد نہیں بھیجا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کو یا تو خبر غلط ملی ہے یا وہ وفد کے معنے غلط سمجھتے ہیں۔ جناب لفٹنٹ گورنر صاحب پچھلے سال دورہ پر ضلع گورداسپور تشریف لائے تھے۔ اور پھر تحصیل بٹالہ میں بھی آپ نے چند دن قیام فرمایا تھا۔ اور ایک ایسی جماعت کا امام ہونے کی وجہ سے جو زیادہ تر پنجاب میں ہی پھیلی ہوئی ہے میرا فرض تھا کہ میں آپ سے ملتا یا بعض احباب کو آپ کی خدمت میں بھیجتا۔ جب آپ قادیان سے صرف چند میل پر آئے ہوئے تھے۔ عین وقت پر خبر ملنے پر میں نے چند دوستوں کو بھیجا کہ آپ سے جا ملیں۔ چنانچہ ہز آنر نے نہایت فراخ حوصلگی اور مہربانی سے ان سے ملاقات فرمائی۔ سلسلہ سے دلچسپی رکھنے کے اظہار کے علاوہ قادیان دیکھنے کی خواہش بھی ظاہر فرمائی۔ اور فرمایا کہ آپ کی جماعت کی وفاداری پر گورنمنٹ کو پورا بھروسہ ہے اسی طرح قادیان کے ریل سے محروم ہونے پر بلا کسی تحریک کے اظہار افسوس فرمایا اور کہا کہ آپ لوگ اس معاملہ کے متعلق باقاعدہ تحریک کریں۔ اگر یہ بات کوئی مذموم پہلو اپنے اندر رکھتی ہے تو جناب ڈاکٹر صاحب کو اول تو ایسی گورنمنٹ کی ملازمت سے استعفا دیدینا چاہیئے جس کے اعلیٰ افسروں سے ایسے وقت میں ملاقات کرنے پر کہ جب وہ خود کسی مقام پر ہوں یا اس کے قریب سے گذر رہے ہوں۔ انسان ملعون ہو جاتا ہے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود پر اعتراض کریں کہ جب فنانشل کمشنر صاحب بہادر دورہ پر قادیان تشریف لائے تھے تو آپ نے اس خبر کو سنکر تمام جماعت کے ذی حیثیت آدمیوں کو خطوط لکھ کر قادیان بلوایا۔ اور ان کے قادیان آنے سے پہلے زمین مدرسہ میں ایک بڑا دروازہ لگوایا گیا تھا۔ اور ان کے خیمہ تک ایک عارضی سڑک بنا دی گئی تھی۔ اور جس وقت انکی آمد کی امید تھی تمام جماعت کو جس میں حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول اور مولوی محمد علی صاحب بھی شامل تھے حکم دیا تھا۔ کہ اس دروازہ کے دونوں طرف دو رویہ کھڑے رہیں اور پھر مجھے اپنا قائم مقام کرکے آپ کے استقبال کے لئے آگے بھیجا تھا۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب کو میرے ساتھ کیا تھا

کہ جہاں آپ ملیں ان سے یہ بھی عرض کردیں کہ میں بسبب ضعف اور بڑھاپے کے آگے نہیں آسکتا۔ اس لئے اپنے بڑے بیٹے کو آپکے استقبال کے لئے بھیجتا ہوں جبیر اسوقت پیشگوئیاں بھی ہوتی تھیں کہ آپ نے بڑا بیٹا کیوں فرمایا۔ غرضکہ خواجہ صاحب میرے ساتھ گئے تھے اور قادیان سے ایک میل کے فاصلہ پر جناب فنانشل کمشنر صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور پھر ہم سب انکے ساتھ ہی انکے مقام تک آئے تھے جہاں دروازہ پر تمام جماعت دورویہ کھڑی تھی اور بڑے بڑے آدمیوں کو آپکے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ پھر دوسرے دن خود حضرت مسیح موعودؑ آپسے ملنے کے لئے تشریف لے گئے تھے اور آپکی دعوت کے لئے شیخ رحمت اللہ صاحب کو ہی غالباً بغرض انتظام مقرر کیا گیا تھا۔ کوئی تعجب نہیں کہ اس دورویہ صف میں خود جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی ہوں اور جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی۔ پس پہلے آپ حضرت مسیح موعود پر اعتراض کریں کہ " اظہار وفاداری تو ہم سب کا شعار ہے اور احمدی جماعت کی وفاداری ایک مسلمہ امر ہے لیکن احمدی وفاداری " اس طرح جماعت کو جمع کرنے دروازہ بنانے دعوت کے سامان کرنے اور خود حضرت مسیح موعود کے بغرض ملاقات تشریف لے جانے " کی محتاج نہیں " پھر حضرت مسیح موعود کی مختلف درخواستیں بھی مل سکتی ہیں جو آپنے وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کیں۔ پس میں نے جو کچھ کیا وہ مسیح موعود کے نقش قدم پر کیا کیونکہ پنجاب کے اعلیٰ افسر کے قادیان سے چھ سات کوس کے فاصلہ پر سے گزرنے پر میرا فرض تھا اور شرافت چاہتی تھی کہ میں اپنی جماعت کی طرف سے کچھ لوگ آپ کے ملنے کے لئے بھیجتا اور خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ گورنمنٹ ایک سخت مشکل میں گھری ہوئی تھی اور ایک عظیم الشان جنگ میں مشغول تھی۔ اور اگر میں ایسا نہ کرتا تو یہ ان فرائض میں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے سلسلہ احمدیہ کی ہر ایک بہتری کی فکر کرنے کے متعلق مجھ پر عائد ہیں ایک خیانت ہوتی۔ ہاں ہز آنر کی خدمت میں کوئی ایڈریس نہیں پیش کیا گیا۔ اور نہ کوئی وفد پیش ہوا جماعت کے چند آدمی آپسے ملاقی ہوئے۔ اگر اسی کا نام وفد ہے تو بیشک ایک وفد پیش ہوا تھا۔ مگر ایک اور واقعہ بھی یاد رکھنا چاہئے اور وہ یہ کہ ایک دفعہ غالباً حضرت خلیفۃ المسیح خلیفۂ اول کی خلافت کے زمانہ میں ہز آنر جناب سر لوئی ڈین صاحب اسی علاقہ میں سے گزرے تھے اور بٹالہ کی سڑک پر سے آپکے گزرنا تھا۔ اسوقت کوئی ایڈریس پیش کرنیکی تجویز ہوئی تھی جسکی نسبت مجھے یاد نہیں کہ اس کا کیا حشر ہوا غالباً مولوی محمد علی صاحب کو پورا واقعہ یاد ہوگا۔ پس حضرت خلیفۂ اول کے وقت میں بھی اس قسم کا ایک واقعہ ہوچکا ہے۔ باقی رہی درخواست سو وہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوچکی ہے۔ اگر اظہار وفاداری کا نام درخواست ہوتا ہے تو ایسی درخواستیں حضرت مسیح موعودؑ اپنی ساری زندگی میں کرتے رہے ہیں بلکہ بعض دفعہ جلسہ اور چراغاں بھی آپنے کئے ہیں + خود آپکی کمیٹی کیطرف سے بھی ایک چٹھی اظہار وفاداری کے جلسہ کے متعلق ہز آنر کی خدمت میں لکھی گئی تھی۔ اس کا نام بھی آپ درخواست رکھتے ہیں یا نہیں۔ اگر میری چٹھی درخواست تھی تو آپکی چٹھی بھی درخواست تھی جس کا جواب بھی پیغام میں شائع ہوچکا ہے اور اسکو دیکھ کر آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ کوئی درخواست گورنمنٹ کو بھیجکر اظہار وفاداری کرنیکی ہماری جماعت محتاج ہے یا نہیں۔ اور ذیل میں حضرت صاحب کی ایک درخواست کے چند فقرات لکھتا ہوں جو آپنے جناب لفٹنٹ گورنر صاحب کی خدمت میں ارسال کی جس سے آپکو معلوم ہوجائیگا کہ میرا امام جسکے ماننے کے آپ بھی مدعی ہیں کس رنگ کی درخواستیں دیا کرتا تھا گورنمنٹ " اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھکر مجھے اور میری جماعت کو ایک **خاص عنایت** اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں خون بہانے اور **جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے لہذا ہمارا حق ہے** ۔ کہ ہم خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولتمدار کی **پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست** کریں۔ تا ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبرو ریزی کے لئے دلیری نہ کرسکے " (اس عبارت میں موٹے لکھے ہوئے الفاظ خود حضرت مسیح موعود کے شائع کردہ اشتہار میں موٹے لکھے ہوئے ہیں) یہ عبارت درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہٗ سے نقل کیگئی ہے جو چھپ چکی ہے اب اس کے الفاظ "خاص عنایات" اور لفظ "درخواست" پر غور کرو اور طرز عبارت کو دیکھو۔ اس سے بڑھکر کونسی بات ہے جو میں نے اپنی چٹھی میں لکھی ہے حضرت مسیح موعود صاف لکھتے ہیں کہ اب بھی ہم گورنمنٹ کے لئے جان دینے سے دریغ نہیں جن دشمنوں کی شرارتوں سے بچنے کیلئے اسوقت درخواستوں کی ضرورت تھی اب ان سے زیادہ دشمن ہیں اور ایک بیرونی دشمن ہیں اور ایک اندرونی۔ اسی طرح مختلف مواقع پر حضرت صاحب نے چٹھیاں لکھیں ہیں مثلاً جنگ ٹرنسوال کے موقعہ پر۔ جوبلی کے موقعہ پر۔ طاعون کے پھیلنے پر جنمیں گورنمنٹ کی وفاداری اور اسکے کام میں مدد دینے کی خواہش ظاہر کی ہے پس آپ مجھ پر اعتراض کریں حضرت مسیح موعودؑ پر کریں اور اگر میرے فعل پر خلافت کے شوق کا الزام دیتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود کی تحریرات پر بھی مسیحیت کے شوق کا الزام دیں۔ آپنے اپنے اس اشتہار میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ آپنے اشتہار میں انھوں نے اپنی نسبت کیلف یعنے خلیفہ کا لفظ لکھکر جماعت کو سخت خطرہ میں ڈالدیا ہے کیونکہ کیلف کا مفہوم نہایت خطرناک ہے انگریزی زبان میں کیلف کے جن معنوں کیطرف آپنے اشارہ فرمایا ہے اس سے تو آپ ہی زیادہ واقف ہونگے لیکن وائسرائے صاحب بہادر کی خدمت میں جو میموریل جمعہ کی چھٹی کے متعلق حضرت خلیفۂ اول کیطرف سے بھیجنے کا ارادہ کیا گیا تھا اور جو خود ریویو آف ریلیجنز میں جسکے ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب ہیں چھپ چکا ہے لکھا ہوا ہے اسمیں بھی لکھا ہے کہ میں بحیثیت جماعت احمدیہ کے لیڈر ہونیکے یہ عرض کرتا ہوں اور آخر میں لکھا تھا کہ " نور الدین خلیفۃ المسیح الموعود " پس جس مصیبت میں آج جماعت کے پڑنے کا خطرہ آپکو پیدا ہوا ہے اس میں مولوی محمد علی صاحب جماعت کو آج سے چار سال پہلے ڈال چکے ہیں اور یہ کوئی نئی مصیبت نہیں۔ بلکہ اس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جو چٹھی ملکہ معظمہ آنجہانی کو لکھی تھی اور جو بصورت رسالہ چھپکر شائع ہوچکی ہے اس میں اپنے آپکو مسیح موعود اور **مہدی** لکھا ہے اور مہدی کا لفظ انگریزی حکومت کی نظر میں خلیفہ کے لفظ سے بہت خطرناک ہے اگر آپ کہیں کہ اس رسالہ میں حضور نے اظہار وفاداری فرمایا ہے پس اس لفظ سے دھوکہ نہیں لگ سکتا تو میں کہتا ہوں کہ جس چٹھی کے آخر میں میری نسبت خلیفہ کا لفظ لکھا ہے اسمیں

بھی اظہار وفاداری کا ہی ذکر ہے پس اگر یہ خطرہ میں ڈالتا ہے تو حضرت مسیح موعود پر زیادہ سخت اعتراض آتا ہے ۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ لکھنا کہ یہ خبر ہم نے نہیں بنائی۔ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ یہ خبر ہندوستان کے مختلف گوشوں میں پھیلی ہے۔ اور سب جگہ احمدیہ بلڈنگز سے ہی پھیلی ہے۔ پس ہم جو حالات ظاہر پر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ جبکہ اس خبر کے پھیلنے کا کوئی اور ذریعہ ہمیں نہیں ملتا۔ تو ہم مجبور ہیں۔ کہ اس خبر کے بنائے جانے کو احمدیہ بلڈنگز کے مقیموں کی طرف منسوب کریں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ یہ خبر صرف احمدیہ بلڈنگز سے پھیلی۔ اور جس سے دریافت کرو۔ اس کی روایت آخر آپ کی جماعت کے سرکردہ ممبروں تک پہنچکر ہی رہ جاتی ہے۔ پس ضرور ہے۔ کہ جب تک اسباب کا ثبوت نہ دیا جائے۔ کہ اس خبر کا ذمہ وار جو اس خبر کے بنانے والا آپ ہی سے کسی کو یقین کریں۔ ورنہ آپ کا فرض ہے۔ کہ جبکہ اس خبر کا منبع صرف احمدیہ بلڈنگز یا اس کے متعلقین ہیں۔ اور آپ ہی پر روایت کا اختتام ہوتا ہے۔ تو آپ اس شخص کا نام بتلائیں۔ جس نے آپ کو یہ بات بتلائی۔ آپ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم نے افواہ سنی تھی۔ اور آگے یونہی ذکر کر دیا کیونکہ اس کے خلاف بہت سی زبردست شہادتیں ہیں۔ اول یہ کہ یہ خبر آپ لوگوں کی ہی معرفت پھیلی۔ **۲** ۔ یہ کہ آپ نے اسباب پر فخر ظاہر کیا۔ کہ ہم نے یہ بات معلوم کر ہی لی **۳** ۔ یہ کہ آپ لوگوں نے اس بات پر نہایت زور دیا۔ اور ہاں میں کھڑے ہو کر گواہیاں دیں۔ **۴** ۔ یہ کہ آپ لکھتے ہیں۔ کہ یہ خبر وثوق کے ساتھ سنی۔ پس محض اڑتی افواہ کو وثوق نہیں کہہ سکتے وثوق کے ساتھ سنی ہوئی خبر وہی ہوتی ہے۔ جس کا راوی معلوم ہو اور معتبر ہو۔ **۵** ۔ یہ کہ خواجہ کمال الدین صاحب اپنے ایک خط میں جو انہوں نے مرزا ناصر علی صاحب بی۔ اے۔ پلیڈر فیروزپور کو لکھا تھا۔ لکھتے ہیں۔ کہ "یہ ایک پختہ اور قابل اعتبار خبر تھی" (اور خود خواجہ صاحب نے دو دفعہ لکھا ہے) یہ خط ہمارے پاس موجود ہے۔ ان عبارت سے بھی ظاہر ہے۔ کہ آپ لوگ ایسا ظاہر کرتے رہے ہیں۔ کہ یہ قابل اعتبار اور پختہ ہے۔ پس اب ان چھ ثبوتوں کے ہوتے ہوئے آپ اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ اگر آپ نے یہ خبر سنی ہے۔ تو آپ کو ضرور اس خبر کے سنانیوالے کا نام معلوم ہے۔ بلکہ جس زور سے آپ نے اس خبر کو سنایا۔ اس سے نتائج نکالکر مجھ پر اعتراض قائم کئے۔ اسے لوگوں میں شائع کیا۔ اور ذریعہ کو نہایت قابل اعتبار اور پختہ اور وثوق والا ظاہر کیا۔ اس سے تو ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گویا آپ نے یا تو خود پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بہادر کے دفتر میں جا کر اس وہی درخواست کو دیکھا۔ اور جواب کی نقل لی۔ یا گورنمنٹ کا جواب جو آپکے خیال میں میرے نام بھیجا گیا۔ وہ کسی طرح اڑا لیا۔ ورنہ ایسے زور سے ایسے خطرناک معاملہ کو پھیلانا اور مجھ پر اعتراض قائم کرنے اور میرے خلاف نتائج نکالنے جس دیانت و امانت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس سے آپ بھی دل میں واقف ہیں۔ اور اسی وجہ سے آپ کو تردیدی اعلان شائع کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ پس آپ یا تو اس شخص کا نام ظاہر کریں۔ جس سے آپ نے یہ خبر سنی۔ یا یہ بتائیں۔ کہ آپ نے خود دفتر میں اس خط اور اس کے جواب کو پڑھا۔ یا یہ اعلان کریں۔ کہ وہ خط جو گورنمنٹ نے آپ کے خیال میں مجھے بھیجا۔ آپکے پاس کس طرح پہنچ گیا۔ غرض اس قابل وثوق ذریعہ یا پختہ خبر کے بتانیوالے سے ہمیں آگاہ کریں۔ ورنہ جھوٹ کا الزام آپ لوگوں پر ثابت ہے۔ اور گو آپ نے خود جھوٹ نہ بھی بنایا ہو۔ پھر بھی آپ دیانت و امانت کے خلاف ایک کام کرنے کے مجرم ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ آپ کی نسبت یہ ہے۔ من حدث بکل ما سمع فہو احد الکاذبین اور اسی طرح یہ کہ کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع ۔ یعنی جو شخص ہر سنی سنائی بات کو پھیلاتا ہے۔ وہ بھی پورا جھوٹا ہے۔ اور جھوٹوں میں شامل ہے۔ پس آپ کی نسبت دربار خاتم النبیین کا فتویٰ موجود ہے ۔

مولوی محمد علی صاحب کی نسبت جس خط کا میں نے اظہار کیا۔ اس کی نسبت آپ کے پاس میری ایک تحریر موجود ہے۔ جس میں میں نے لکھا ہے۔ کہ خواجہ صاحب کو انھوں نے خط لکھا تھا۔ اور اسی طرح جس خطبۂ جمعہ کی طرف آپ اشارہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد کی تحریرات میں بھی یہی ذکر موجود ہے۔ اگر خطبہ لکھنے والے نے غلطی سے بجائے خواجہ صاحب کے یہ سمجھا۔ کہ یہ خط خود حضرت مسیح موعود کی طرف لکھا گیا۔ تو یہ اس کی غلطی ہے۔ میرا تحریری بیان غالباً آپ کے پاس اب تک موجود ہے۔ اور اس کے بعد کی تحریرات اس پر شاہد ہیں۔ پس یہ بات کاتب کی غلطی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اور نہ اس بات کے ثابت ہو جانے سے کہ بجائے حضرت مسیح موعود کو براہ راست خط لکھنے کے خواجہ صاحب کو کوئی خط لکھا گیا۔ واقعہ میں کوئی نقص آ جاتا ہے۔ میں نے جو کچھ مسیح موعود سے سنا۔ اس پر قسم کھا سکتا ہوں۔ شریعت کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق جیسے حکم ہو۔ اس کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ مولوی صاحب کے آمادہ ہونے پر شریعت کے طریق فیصلہ سے فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اگر خط دیکھنے پر زور دینا ہے۔ تو خواجہ صاحب پر دیں نہ مجھ پر۔

غرضکہ اس واقعہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور آپ نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ میں نے اپنے اعلان میں بھی صاف طور پر کسی درخواست دینے سے انکار نہیں کیا۔ تو یہ صاحب آپ کا ایسا لکھنا یہ آپ کی اپنی طبیعت پر روشنی ڈالتا ہے۔ میں توریہ اور تقیہ کا قائل نہیں۔ میں نے جو کچھ لکھا درست لکھا ہے۔ اور ایسے الفاظ ہرگز استعمال نہیں کئے۔ جن سے یہ ظاہر کیا ہو۔ کہ میں نے کوئی درخواست نہیں کی۔ اور درحقیقت ان سے اگلے انکار بھی نہ ثابت ہوتا ہو۔ میں نے کوئی چٹھی خلافت کے زمانہ سے جناب لفٹنٹ گورنر بہادر کی خدمت میں نہیں لکھی۔ سوائے اس چٹھی کے جو شائع ہو چکی ہے۔ اور آپ کا قابل اعتماد ذریعہ ایک نہایت ناپاک اور جھوٹا ذریعہ ہے۔ چنانچہ میرے اشتہار کے بعد حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بہادر کی خدمت میں جو چٹھی لکھ کر استفسار واقعہ کیا ہے۔ وہ اور اس کا جواب ذیل میں درج ہے۔

ترجمہ چٹھی حکیم محمد حسین صاحب قریشی

بخدمت جناب پرائیویٹ سیکرٹری۔ ہز آنر لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب

جناب عالی ۔ میں نہایت ادب سے حسب ذیل عرض کرتا ہوں ۔ . . . . (بعض آدمی) یہ خبر شائع کر رہے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام یعنی صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں اس مضمون کی ایک درخواست بھیجی ہے۔ کہ مجھے خلیفۃ المسلمین مقرر کیا جائے۔

اور تسلیم کیا جاوے۔ جبکہ گورنمنٹ نے بہت سخت لفظوں میں نفی میں جواب دیا ہے۔ اگرچہ ہمارے امام موصوف نے اس پُر شر افواہ کی تردید کردی ہے۔ لیکن اب بھی یہ لوگ پہلے سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ اس غلط خبر کو شائع کر رہے ہیں۔ اس لئے پبلک کو ان غلط فہمیوں اور غلط خیالات سے بچانے کے لئے میں یُوئر آنر سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ حضور مجھے بحیثیت جماعت احمدیہ کے نمائندہ کے اطلاع بخشیں۔ کہ آیا مذکورہ بالا مضمون کی کوئی درخواست ہمارے امام کی طرف سے یا ہماری جماعت کے کسی اور فرد کی طرف سے بھیجی گئی۔ اور یہ کہ ایسی درخواست کا کیا جواب دیا گیا۔ اور میں حضور کی اس مہربانی کا بہت ممنون ہوں گا۔

میں ہوں حضور کا نہایت ہی فرمانبردار غلام حکیم محمد حسین قریشی۔

۵۔ فروری ۱۹۱۵ء

ترجمہ چٹھی پرائیویٹ سیکرٹری پنجاب۔ بجواب چٹھی مندرجہ بالا۔ از گورنمنٹ ہوس۔ لاہور

جناب۔ آپ کی چٹھی مورخہ ۵۔ ماہ حال کے جواب میں میں آپ کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ جس طرز کی درخواست کا ذکر آپ کی چٹھی میں کیا گیا ہے۔ ایسی کوئی درخواست پنجاب گورنمنٹ میں نہیں پہنچی۔ اور اس لئے اس مضمون کے متعلق جماعت احمدیہ کے کسی فرد کو کوئی جواب بھی نہیں بھیجا گیا۔

دستخط۔ ای۔ سی۔ بیلی

لفٹننٹ کرنل۔ پرائیویٹ سیکرٹری۔ پنجاب

اس سے آپ اندازہ لگالیں۔ کہ جھوٹی خبر بنانی۔ یا اس کو قابل اعتبار ذریعہ سے وصول کرکے مشہور کرنا کیسا خطرناک فعل ہے۔ اور اب یا اپنی غلطی کا اعتراف کریں یا یہ اعلان کردیں۔ کہ گورنمنٹ کی رپورٹ غلط ہے۔ اور ہمارا قابل اعتماد ذریعہ درست ہے۔ جس معتبر آدمی نے آپ کو بتایا ہے۔ کہ کلکتہ میں کوئی چٹھی چھپوانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہ بھی ویسا ہی قابل اعتماد ہے۔ جیسے کہ دُوسرا آپ نے دریافت فرمایا ہے۔ کہ میرے دوستوں نے ہز آنر کی خدمت میں سری گوبندپور میں کیا ایڈریس پیش کیا یا کیا زبانی باتیں کیں۔ سو وہ بھی آپ اسی قابل اعتبار ذریعہ سے معلوم کرلیں۔ ایسے قابل اعتبار ذریعہ اور وثوق والے مخبروں کے ہوتے ہوئے آپ کو مجھ سے دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور میں تو گفتگو کا خلاصہ اوپر لکھ ہی چکا ہوں۔ اگر وہ غلط ہے۔ تو آپ اپنے قابل وثوق ذریعہ سے سچی خبر معلوم کرکے شائع کردیں۔ پھر ہز آنر فیصلہ فرمادیں گے۔ کہ قابل وثوق ذریعہ اور پختہ خبر کہاں تک درست ہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ جھوٹ سے کبھی کامیابی نہیں ہوتی۔ حق اور راستی ہمیشہ غالب رہتے ہیں۔ اگر جھوٹ غالب ہوا کرے۔ اور پھر روحانی سلسلوں میں تو حق برباد ہو جائے۔

۱۸۔ فروری ۱۹۱۵ء

قادیان دارالامان